REGD. No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۲ "
ممالکِ غیر ۵۰-۷ "
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے۔

جلد ۸ | یکم صلح ۱۳۳۸ہش | ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ | یکم جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۱

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہو گیا

شمعِ احمدیت کے ایک لاکھ سے زیادہ پروانوں کا اجتماع

حضرت امام ہمام کے رُوح پرور خطابات اور علماء سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

قادیان ۳۱ دسمبر۔ الحمدللہ کہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ اگرچہ جلسہ کے تفصیلی کوائف تاحال موصول نہیں ہوئے تاہم ربوہ کے جلسہ سے واپس آنے والے بعض دوستوں کے اندازے کے مطابق امسال جلسہ سالانہ میں حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ اللّٰھم زد فزد۔ جلسہ کے تینوں دن حسب پروگرام سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے روح پرور خطابات سے احباب جماعت کو شادکام فرمایا۔ اور دیگر علماء سلسلہ کی پُر مغز تقاریر ہوئیں۔ جلسہ کے ایام میں موسم بفضلہ تعالیٰ اچھا رہا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

گو جلسہ کے بارہ میں تفصیلی کوائف کا تاحال انتظار ہے۔ تاہم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے جو مختصر اطلاعات بذریعہ تار موصول ہوئیں وہ ترتیب وار درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

ربوہ ۲۷ دسمبر۔ جلسہ سالانہ ربوہ بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ کل (جلسہ کے پہلے روز) پرچی طعام کی تعداد ۴۵ ہزار تھی۔ مگر جلسہ کی حاضری اس

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اجلاس سُورت میں

جمعیۃ العلماء ہند کا مجوزہ عالمگیر تبلیغی ادارہ

اور

جماعت احمدیہ کی طرف سے تعاون کی پیشکش

از مکرم مولوی مسیح اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جمعیۃ العلماء ہند

خلافت کمیٹی کے بعد جب ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ العلماء ہند نے مسلمانوں میں عنانِ قیادت سنبھالی وہ مسلمانوں کیلئے بڑا پر آشوب زمانہ تھا۔ دینی و دنیوی طور پر مسلمان مجروح اور شکست خوردہ ہو رہے تھے۔ خلافت جو اسلامی معاشرت میں دینی اقدار کی محافظ بھی جاتی تھی اور جس کی بقاء کیلئے برصغیر ہند کے مسلمانوں نے ایک زبردست تحریک چلائی تھی۔ وہ خود ترکوں کے ہاتھوں ختم ہو گئی۔ ترکوں نے تعمیر وطن کیلئے اس کا استیصال ضروری سمجھا۔ لیکن ہندوستان کے اکثر مسلمانوں نے اس کو اپنے قومی وقار کے لئے دھبہ خیال کیا۔

دوسرا حادثہ جو پیش آیا وہ ممالکِ عربیہ کی تقسیم تھی۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد اتحادیوں نے اپنی سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر عربوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اتحادیوں کے اس ظلم وتعدی کی ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی اعتبار کو دوسری زبردست ٹھیس لگی۔

اس مذہبی وسیاسی انتشار کے زمانے میں "جمیعۃ العلماء ہند" کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور اس جمیعت نے مسلمانوں کی مذہبی وسیاسی خدمات بجالانے کا اعلان کیا۔ اس سے پیشتر یعنی ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ قائم ہو چکی تھی۔ لیکن اس وقت مسلم لیگ کا مقصد چند سیاسی مراعات حاصل کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ مگر جمیعت علماء ہند مسلمانوں کے شاندار ماضی کو واپس لانے کی مدعی تھی۔

تاریخی پس منظر تاریخ تحریکات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر تحریک کا ایک خاص پس منظر اور ایک خاص مزاج ہے۔ جمیعۃ علماء ہند بھی جب میدانِ عمل میں آئی تو اس کے سامنے بھی "اسلامیان ہند" کے تین بزرگوں کی تاریخی تحریکات تھیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا فلسفۂ زندگی۔ اور مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی درسگاہ۔ یہی تین طاقتیں جمیعۃ العلماء کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ اور اس نے اس تحریک کے ذریعہ انہیں اکابر امت کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا اعلان کیا۔ اور یہ شاید اس کے جوشِ عمل کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں عقاید وخیالات کے اعتبار سے بہت سی جماعتیں جمیعۃ علماء کی حریف ومقابل تھیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ کسی اسلامی تحریک کی کامیابی کے لئے محض جوش واخلاصِ عمل کافی نہیں۔ بلکہ صحت فکر۔ راستی عمل اور خداداد رہنمائی بھی ضروری ہے۔

جمیعت کے ارباب اقتدار احمدی وولی اللہی سنت کے ساتھ ساتھ قاسمی سنت کے بھی عامل تھے۔ یعنی انگریزوں کے خلاف مجاہدوں کی تنظیم۔ ترکِ موالات اور سول نافرمانی۔ اور تاریخ جمیعت میں یہ ایک ایسا عظیم مقصد قرار پایا کہ دوسرے تعلیمی وتبلیغی مقاصد کو ثانوی درجہ دیا گیا۔ اس وقت عام طور پر لوگ یہ کہتے تھے کہ غلامی کی موت اور زندگی دونوں حرام ہیں۔ اور آزادی ہی ہماری تمام قومی وملی بیماریوں کا آخری علاج ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تبلیغی فریضہ جس نے امتِ محمدیہ کو خیرالامم کا خطاب دیا ہے پس پشت ڈال دیا گیا۔ دنیا میں مارکسزم ابھرا۔ دہریت پھیلی۔ مسلمان اسلامی اقدار سے بیگانہ ہوئے۔ مگر جمیعت ان تمام مفاسد کو نظر انداز کر کے محض انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں مصروف رہی۔ حتیٰ کہ دیوبند کے طلباء جب درس گاہ سے نکلتے تو ان کے دل میں تبلیغ واشاعت دین کے جوش سے زیادہ انگریزوں کی مخالفت کا جوش ہوتا تھا۔ اور عرصہ تک تقریر وتحریر کے ذریعہ اس خیال کی ایسی پرورش کی گئی کہ محبت اسلام اور بغضِ افرنگ دونوں مرادف چیزیں سمجھی جانے لگیں۔

جمیعت آزادیٔ ہند تک اپنے اس موقف پر برقرار نظر آتی ہے۔ مگر جب انگریز ہندوستان سے چلے گئے تب اس پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ اس "بغضِ افرنگ" نے تعمیر ملت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ اس جدوجہد میں ملت کا شیرازہ اور منتشر ہو گیا۔ اسی لئے جمیعت نے آزادیٔ ہند کے بعد اپنے موقف میں تبدیلی کی۔ اور اب اپنے نصب العین میں مسلمانوں کی مذہبی ودینی خدمات کو پہلی جگہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اور اس کا ایک ظہور سورت کے اس اجلاس میں ہوا جس میں یہ تجویز منظور کی گئی کہ:۔

"جمیعۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اس بات کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات اور حضور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات مختلف زبانوں میں اس طرح شائع کیجائیں کہ ساری دنیا کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق صحیح تصور قائم کرنے میں مدد مل سکے۔ اس مقصد کی خاطر ایک ایسے عالمگیر ادارہ کا قیام عمل میں لایا جائے جو اس کام کی ذمہ داری اٹھا سکے۔

پس سوال یہ ہے

۱۔ یہ ادارہ کس طرح قائم ہو؟
۲۔ اس کے ذرائع اور وسائل کیا ہوں؟
۳۔ اس کے بارے میں آپ کیا تعاون پیش کر سکتے ہیں؟
۴۔ کیا آپ کے علاقہ میں کوئی ایسا ادارہ ہے جو تعلیمات قرآن اور سیرت مقدسہ کی اشاعت کا فرض انجام دے رہا ہو۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کیلئے خط وکتابت کا پتہ تحریر فرمائیے۔
۵۔ ایسے حضرات کے نام اور پتے تحریر فرمائیے جن کی خدمت میں یہ مراسلہ یا اس کا انگریزی یا عربی ترجمہ بھیجا جائے۔

داعیانِ خیر

(مولانا مفتی) عتیق الرحمان عثمانی۔ (مولانا) محمد میاں فاروقی ایم۔پی۔ اجمل خاں ایم۔پی (مولانا) حفظ الرحمٰن ناظم عمومی جمیعۃ علماء ہند وممبر پارلیمنٹ۔ ارکان مجلس قائمہ جمیعۃ علماء ہند متعلق اشاعت تعلیمات قرآن وسیرت مقدسہ محمد میاں ناظم جمیعۃ علماء ہند وکنوینر کمیٹی

پتہ:۔ دفتر جمیعۃ علماء ہند دہلی۔

۲۰ صفر ۱۳۷۸ھ۔ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء یوم جمعہ۔"

مَیں نے تجویز کی پوری عبارت مع متعلقات نقل کر دی تا ناظرین حسب استعداد فائدہ حاصل کر سکیں۔

جماعت احمدیہ اب ہم اس تجویز کی روشنی میں "اربابِ جمیعت" سے مخاطب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کو آج زمانے کی جس مذہبی تشنگی کا احساس ہوا وہ مستحق تعریف ہے۔ ہم آپ کو اس دینی شعور پر مبارکباد کہتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۳ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۱ دسمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ تاہم جلسہ سے واپس آنیوالے احباب کی زبانی معلوم ہوا کہ دورانِ جلسہ میں حضور کی عام صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ الحمدللہ

احباب حضور کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۸ دسمبر مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب جنیوٹی درویش جو ایک عرصہ سے عارضہ فالج بیمار چلے آتے ہیں پہلے کی نسبت آپ کو کچھ افاقہ ہے۔ آج آپ کلکتہ کیلئے روانہ ہو گئے اللہ تعالیٰ کامل شفا دے۔

۳۱ دسمبر مقامی طور پر دو درویش مکرم چوہدری حسن دین صاحب اور عبدالحمید صاحب شیخوپوری چند روز سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت دونوں درویش بھائیوں کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر وپبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۹ء

تجدید عہد

آثار میں اسلام کی ایک دفعہ ترقی کے بعد اگر اس کے تنزل کی خبریں پائی جاتی ہیں تو ساتھ ہی حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے باالہام الٰہی آخری زمانہ میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا مژدۂ جانفزا بھی سنا دیا تھا۔ جو اسلام کے ایک پُر امید اور تابناک مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فیج اعوج کا زمانہ امتِ مسلمہ کے لئے ایک سخت تاریک رات کا سا زمانہ تھا۔ جس میں ہر قسم کی خرابیاں خواہ وہ خلافتِ روحانیہ سے تعلق رکھتی ہوں یا خلافتِ جسمانیہ سے۔ خیر امت میں پورے طور سے راہ پا گئی تھیں۔ مگر اس تاریک رات میں یعنی امت مرحومہ پر تیرھویں صدی کے اختتام اور چودھویں کے آغاز پر خدا تعالیٰ کے پاک کلام:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

کے مطابق امت کی ناگفتہ بہ حالت کے وقت خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید ایک اور ہی رنگ میں ظاہر ہوئی۔ اور مجدد چہاردہم صدی کو مسیح موعود اور مہدی مسعود بنا کر آپ کے ظِل اور نائب کی صورت میں بھیجا۔ اور نام کے مسلمانوں کو سچّے اور سچّے کام کے مسلمان بنانے کیلئے خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے مسیح موعود مہدی مسعود کے ذریعہ ثریا پر پہنچ چکے ایمان کو پھر سے دنیا میں لانے کے سامان کر دئے۔

آخری زمانہ کی اس برگزیدہ جماعت کی باقاعدہ تشکیل کا آغاز آج سے ستر سال پہلے ہوا۔ جبکہ ٹھیک انہی دنوں میں دنیا نے اس بدرِ کامل کی حیات بخش روح پرور اور ٹھنڈی روشنی اپنی آنکھوں سے دیکھی ـــــــ یوں تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ماموریت کا پہلا الہام مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا تھا۔ جس کے بعد آپؑ نے اشتہاروں وغیرہ کے ذریعہ تمام دنیا میں اپنے دعویٰ مجددیت کا اعلان فرما دیا۔ لیکن ۱۸۸۸ء کے آخر میں آپؑ نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر بیعت کا اعلان فرمایا۔ اور ۱۸۸۹ء کے آغاز میں یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو معیّن طور پر ان دس شرائطِ بیعت کو شائع فرمایا جن کے ماتحت حق کے طالبوں کو مذکورہ اعلان میں بیعت کیلئے بلایا گیا تھا ـــــــ گویا اس لحاظ سے سن عیسوی کے ہر سال کا پہلا مہینہ جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس عہدِ بیعت کی یاد دہانی کراتا ہے۔ اور اسی غرض کے پیش نظر اس پرچہ میں دوسری جگہ ہم نے ان دس شرائط بیعت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سے بجنسہٖ نقل کر دیا ہے۔

یوں تو انسان کی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ اور ہر سانس ہی اس کی موت کی گھڑی کو قریب تر آ جانے کی خبر دیتا ہے۔ تاہم پورے ایک سال کی مدت انسانی زندگی کا ایک بڑا حصہ ہے۔ اس کے ذریعہ عام طور پر دنیا میں اس کی زندگی کے منازل کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اسلئے ہر نئے سال کے آغاز پر جب ہر شخص کی زندگی ایک دوسری منزل کی طرف قدم اٹھا رہی ہوتی ہے ایسے موقع پر ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ پوری متانت اور سنجیدگی سے اس مقدس عہد پر غور کرے جس کے اقرار کر لینے کے بعد وہ اس زمانہ کی برگزیدہ جماعت کا فرد بن چکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:ـ

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

کہ دانا وہ انسان ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اور ہر آن اپنی دوسری زندگی کے سنوارنے کیلئے نیک اعمال بجا لانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

اسلئے فرمان نبویؐ کی تعمیل میں ہر مخلص احمدی کا فرض قرار پاتا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے دینی اور روحانی حالات کا جائزہ لیتا رہے۔ اور اس جائزہ کے لئے اس مقدس عہد سے بڑھ کر اور کونسا بہتر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جس پر کاربند رہنے کیلئے بیعت کے وقت وہ پختہ اقرار کر چکا ہے۔ اگر ہم شرائطِ بیعت کی ان چند سطور پر اس پہلو سے نظر کریں تو فی الحقیقت ان میں نہایت جامع طریق پر انسان کی کامیاب زندگی کا سارا لائحہ عمل ہی بیان کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی منزلِ مقصود کو متعین کر کے اس تک پہنچنے کی راہ بھی استوار کر دی گئی ہے۔ اب یہ مخلص احمدی کا اپنا کام ہے کہ اس کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتا چلا جائے۔ ہر قسم کی روحانی جدوجہد خواہ انفرادی حیثیت رکھتی ہے یا اجتماعی اصلاح سے متعلق ہے انہی شرائطِ بیعت میں بتمام وکمال بیان کر دی گئی ہیں۔

یہ زمانہ جس میں ہم لوگ گزر رہے ہیں۔ مادی دنیا کی نگاہ میں بڑی ترقی اور انسانی دماغ کے ارتقاء کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج سائنسی ترقی میں کمال حاصل کر لینے کے نتیجہ میں انسان بڑی طاقتوں کا مالک ہو چکا ہے۔ وہ اس زمین پر اقتدار حاصل کر لینے کے بعد اب فضائے آسمانی کو سر کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اور ہزارہا میل دُور ستاروں پر اپنی کمند پھینک رہا ہے ـــــــ مگر باوجود ہر قسم کی ترقی اور سامانوں کی فراوانی کے وہ سکونِ قلب اور اطمینانِ خاطر کی نعمت عظمیٰ سے بے نصیب ہے۔ وہ قدرت کے رازہائے سربستہ پر اطلاع پانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے مگر اپنی قدر و قیمت کو پہچاننے سے غافل ہے۔ اگر اس زمانہ کا انسان انسانیت کے حقیقی درجہ اور اس کی قدر و منزلت کو پہچان لیتا تو کبھی بھی اپنے ہاتھوں نوعِ انسانی ہی کی تباہی کے سامان نہ کرتا۔

آج دنیا کے دانشور اگر ایک طرف سائنس کی ترقی پر فخر کرتے ہیں تو دوسری طرف اس کی خوفناک تباہ کاریوں کے سامانوں کی فراہمی پر بھی بے حد متفکر ہیں جس کی اصل وجہ یہی ہے کہ انہوں نے انسانیت کے مقام کو پہچاننے کی کوشش نہیں کی۔ انسان کی تمام تر مساعی خود کو فائدہ پہنچانے میں صرف ہو رہی ہیں۔ اور اس کا اپنا محل دوسروں کی لاشوں پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ انسانیت کی حقیقت کو پا لیتا تو ذاتی فائدہ کی بجائے اس کے اعمال میں ایثار و قربانی کی روح پائی جاتی اور ذاتی منفعت کے حصول کیلئے اس قدر خودغرض اور ہوشیار نہ ہوتا۔

اس زمانہ کے دانشوروں نے مادیت پر زیادہ زور دیا اور روحانیت کو یکسر بُھلا دیا۔ حالانکہ انسان جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اور دونوں شاخوں کی برابر نگہداشت ہی کامیاب انسان بنا سکتی ہے۔ پس سائنس کی غیر معمولی ترقیات نے جس طور پر انسان کو ہولناک تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے اس کی روحانی قوتوں کو بیدار کرنے سے ہی انہیں امن میں تبدیل کیا جا سکتا ہے!!

اس وقت دنیا میں الحاد اور بے دینی کا ایک طوفان برپا ہے۔ اور جماعت احمدیہ ہی کے ذمہ روحانی قدروں کو زندہ کرنے کا فرض عائد کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ مقدس جماعت اس زمانہ کے مامور اور مرسل یعنی حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب اور ظِلِ کامل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صفحۂ ہستی سے مٹ چکے روحانی نقوش کو پھر سے تازہ کرنے کا عزمِ صمیم رکھتی ہے اور خدا کے فضل سے ان روحانی قدروں پر صدق دل سے بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے مقدور بھر کوشش میں بھی مصروف ہے۔ تاہم کام کی وسعت اور اس کی اہمیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جملہ احمدی احباب اپنی ہمتوں کو بلند کر کے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں۔ پہلے خود احمدیت پر پختہ ہوں اور پھر محبت اور پریم کے ساتھ بنی نوع انسان کو اس بابرکت مقصد کی طرف بُلاتے چلے جائیں۔ کیونکہ دنیا میں ایک عظیم انقلاب لانے کیلئے پہلے اپنے نفسوں میں انقلاب لانے کی ضرورت ہے اور اس کا بہترین ذریعہ وہی شرائطِ بیعت کا ضابطہ ہے جس کی پیروی اس برگزیدہ جماعت کا اصلی اور حقیقی فرد بنا سکتی ہے!!

ـــــــ اور وہ عظیم المنفعت بلند مقصد جس کے پیش نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل بیعت کا یہ سلسلہ جاری فرمایا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احباب جماعت حضور کے مقدس الفاظ میں اسے بھی مستحضر کر لیں۔ حضور فرماتے ہیں:ـ

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کیلئے برکت و عظمت و نتائجِ خیر کا موجب ہو۔ اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالت سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کیلئے کچھ جوش نہیں ـــــــ بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کیلئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہو جانے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کیلئے دن رات کوشش کرتا رہوں۔ اور ان کیلئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بالطبع خدائے تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کیلئے وہ روح قدس طلب کروں جو الوہیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روح خبیث کی تسخیر سے نجات چاہوں کہ جو نفسِ امّارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔

سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کیلئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کیلئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔

ـــــــ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے کہ جو داخلِ سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے!!"

اجلاس سورت میں جمعیۃ العلماء ہند کا مجوزہ عالمگیر تبلیغی ادارہ اور

جماعت احمدیہ کی طرف سے تعاون کی پیشکش

بقیہ صفحہ نمبر ۱

مگر اس وقت اس روئے زمین پر ایسی [illegible] ہے جو اس میدان میں آپ گوئے سبقت لے گئی ہے اور وہ جماعت احمدیہ [illegible] سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ نے [illegible] وقت توجہ ہی نہیں بلکہ عملی قدم [illegible] کامیابی [illegible] ہوتی گئی۔ قرآنی تعلیمات اور سیرت مقدسہ کی اشاعت یا ایک ہمہ گیر ادارہ کا قیام [illegible] گزر چکی ہے اور پیچھے آنے والوں کیلئے ایسی سنت قائم کر چکی ہے جو کامرانی و کامیابی کے لئے [illegible] کی حیثیت رکھتی ہے۔

اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۸ء کے اجلاس [illegible] میں اسلامی مشکروں کو اشارات زمانہ سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے سچ پوچھئے تو جماعت احمدیہ نصف صدی پیشتر ہی زمانے کی یہ نبض شناسی کر چکی ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

آج ہمارے سامنے دنیا کا جو نقشہ ہے وہ نہ صرف جمعیت کے اس خیال کی تائید کرتا ہے بلکہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی پیشگوئی کی بھی تصدیق کر رہا ہے۔

آج یورپ کا مغربی نظام دہریت سے شکست کھا کر اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے روس اور امریکہ کی سیاسی کشمکش بھی کچھ ایسی ہے کہ دونوں کو ممالک اسلامیہ کی ہمدردی کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ اگرچہ یہ رسہ کشی سیاسی نوعیت کی ہے۔ مگر دنیا کے اسٹیج پر ممالک اسلامیہ کو جو کردار ادا کرنے کا موقعہ ملا ہے اس نے غیر مسلم مفکروں کی توجہ اسلام اور ممالک اسلامیہ کی طرف پھیر دی ہے۔

مستشرقین یورپ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ پہلے مستشرقین یورپ کی طرف سے اکثر اسلام پر اعتراضات کے تیر برسائے جاتے تھے مگر اب انہوں نے اپنے تیر ترکش میں ڈال لئے ہیں۔ اور اسلام کی طرف صلح و محبت کا پیغام بھیج رہے ہیں۔ یورپ کے اس طرز فکر کو بدلنے میں آج تک جمعیت علمائے ہند نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ آخر یہ تبدیلی کن کی مساعی جمیلہ اور نظر توجہ سے واقع ہوئی؟ اس کا قطعی فیصلہ تو مستقبل کا مورخ کریگا مگر یورپ کے مفکروں اور مدبروں نے ابھی سے اس جماعت کی نشاندہی شروع کر دی ہے، جن کی جانی و مالی قربانیوں کی برکت سے مذہبی دنیا میں انقلاب آ رہا ہے۔ اور یہ اشارہ صرف جماعت احمدیہ کی طرف ہو رہا ہے پرانے اقتباسات کو چھوڑئیے۔ تازہ [illegible] جو حیطۂ تحریر میں آئی ہیں انہی پر غور [illegible]۔ لائف انٹرنیشنل نیویارک کے ایڈیٹر نے ۸ اگست ۱۹۵۵ء والے شمارہ میں عالم اسلام کا جائزہ لیتے ہوئے بڑے زبردست الفاظ میں اس بات کی شہادت دی کہ اس وقت مسلمانوں کی جتنی جماعتیں اسلامی نظریات کی اشاعت کر رہی ہیں ان میں سب سے طاقتور اور کامیاب جماعت احمدیہ ہے

اسی قسم کی ایک شہادت ایوننگ نیوز بمبئی یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء میں بھی آئی تھی۔ پروفیسر Ehrenfels جو مدراس یونیورسٹی کے شعبہ علم الاقوام کے صدر ہیں انہوں نے افریقہ کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

اس وقت افریقن مسلمانوں کا نوجوان طبقہ فلسفۂ احمدیت سے بہت متاثر ہو رہا ہے۔

اور ابھی ہندوستان کے بعض اخبارات جیسے دی بمبئی سینٹینل اور دی میل مدراس میں یہ خبر شائع ہوئی کہ گیتا۔ تک فرقہ کے ۲۳ ویں پوپ کی تاجپوشی کے موقعہ پر جماعت احمدیہ زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کی طرف سے انہیں مطالعہ اسلام کی دعوت دی گئی۔ حالانکہ تعداد جمعیت اور دنیوی ساز و سامان کے لحاظ سے عام مسلمان جماعت احمدیہ سے بہت مضبوط ہیں لیکن جہاں تک تبلیغی مہمات سر کرنے کا تعلق ہے اس وقت خدا نے اس جماعت کو منتخب کیا ہے۔

تعاون کی پیشکش اگرچہ جماعت احمدیہ تبلیغی میدان میں بہت آگے بڑھ چکی ہے لیکن ہم پیچھے آنے والوں کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ان کے ساتھ تعاون کرنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی جمعیت علمائے ہند کے اجلاس سورت والی تجویز کی پوری پوری تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی یہی بیج بونے اور فصل کاٹنے کا موسم ہے۔

جارج برنارڈ شا کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے

> ایک صدی کے اندر اسلام سارے یورپ میں پھیل جائے گا۔

اور جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بھی مستقبل اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ

> "اب ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی دین۔ میں تو تخم ریزی کرنے آیا تھا سو وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ پھلے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"
>
> (تذکرۃ الشہادتین)

اس شاندار مستقبل کے کچھ آثار ابھی سے نظر آ رہے ہیں اسی لئے میں نے کہا کہ یہ موسم صرف بونے کا نہیں بلکہ کاٹنے کا بھی ہے

مستشرقین یورپ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے مستشرقین یورپ کو دیکھئے۔ قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ سب سے پہلا ڈاکٹر سیل نے کیا تھا۔ انہوں نے ایسا معاندانہ رویہ اختیار کیا کہ کوئی شخص قرآن [illegible] کو قابل التفات کتاب نہ سمجھے۔ اس کے بعد ایک مدت تک ایسی قسم کی مخالفانہ تحریریں شائع ہوتی رہیں۔ مگر اب دیکھئے کہ ان کے موقف میں کتنی تبدیلی آئی ہے اب مستشرقین کی طرف سے اسلام کے متعلق جتنی کتابیں شائع ہو رہی ہیں ان میں ہمدردی کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔ چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں وائس پریذیڈنٹ بین الاقوامی عدالت نے اپنی ایک تقریر میں اسی قسم کے چند مستشرقوں کا حال بیان کیا ہے۔

ان میں سے ایک سر ایچ اے آر گب (H.A.R GIBB) ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب "محمڈن ازم" لکھی ہے اور اس میں اسلام کے متعلق پہلے سے زیادہ ہمدردانہ موقف اختیار کیا ہے۔

دوسرے مستشرق پروفیسر منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt) ہیں انہوں نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر دو کتابیں شائع کی ہیں محمد ایٹ مکہ (Mohammad at Mecca) اس کتاب میں آپ کی مکی زندگی بیان کی گئی ہے اور دوسری کتاب کا نام "محمد ایٹ مدینہ" ہے۔ اس کتاب میں حضرت رسول اکرم صلعم کی مدنی زندگی کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے متعلق اہل یورپ کے خیالات میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہو رہی ہے

تیسرے مستشرق اے جے آربری (A. J. Arberry) ہیں۔ یہ کیمبرج میں عربی کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کی بعض سورتوں کا ترجمہ شائع کیا ہے اور خود اس کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ جس میں سیرت نبوی کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب انہوں نے محبت بلکہ عشق کے رنگ میں لکھی ہے۔ اور قرآن کریم اور اس کی عبارت پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں انہیں سراسر غلط قرار دیا ہے۔

چوتھے مستشرق ڈاکٹر کنتھ کریگ Dr. Keneth Cragg ہیں آجکل یہ رسالہ "مسلم ورلڈ" کے ایڈیٹر ہیں۔ یہ رسالہ اسلام کا بڑا مخالف ہے۔ مگر ڈاکٹر کنتھ کریگ نے حال ہی میں اسلام پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام ہے The Call of the Minaret یعنی "منارے سے پکار" اس کتاب میں انہوں نے اذان کو سامنے رکھ کر اسلام کے بنیادی اصول کی وضاحت کی ہے۔ اور توحید رسالت اور ارکان اسلام کی نہایت لطیف انداز میں توضیح کی ہے۔

پانچویں مستشرقہ ایک اطالوی خاتون ڈاکٹر واگلیری (Dr. Waglieri) ہیں جو نیپلز یونیورسٹی (اٹلی) میں عربی زبان و اسلامی تہذیب کی پروفیسر رہی ہیں۔ انہوں نے اطالوی زبان میں اسلام کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے "اپالوجی آف اسلام" اس کا انگریزی اور اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ کتاب نہایت محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے اور اسلامیات کی تشریح میں نہایت عالمانہ موقف اختیار کیا گیا ہے۔

آثار انقلاب روز بروز ان مستشرقوں کی تصانیف جو محققانہ رنگ اختیار کرتی جا رہی ہیں یہ درحقیقت یورپ کی مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب کی علامت ہے۔ یورپ جو ابھی تک اسلام کا ذکر کرتے وقت اپنی بیمار ذہنیت کا مظاہرہ کیا کرتا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ اس مرض سے نجات پا رہا ہے اور اسلام کے متعلق صحت مند خیالات کا اظہار ہونے لگا ہے۔ انسانی خیالات کا رخ ہمیشہ اسی طرح بدلتا چلا آیا ہے۔ ذہنی انقلاب ہمیشہ دور رس اور سست رفتار ہوتا ہے۔ مگر آج تک دنیا کی کوئی طاقت زمانے کے اس بہاؤ کو نہیں روک سکی۔

میں نے اتنے حوالے محض جمعیۃ العلماء کی تجویز کی تائید میں پیش کئے ہیں۔ ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی اس وقت تعلیمات قرآنیہ اور سیرت مقدسہ کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس وقت لوہا گرم ہے۔ اور یہی وقت آہنگری دکھانے کا ہے!

ہمہ گیر ادارہ اب رہ گیا ایک ہمہ گیر ادارہ کا "قیام" وغیرہ۔ تو اس میدان میں بھی جماعت احمدیہ کو "شرف اولیت" حاصل ہے جماعت احمدیہ کے ذریعہ ایک ہمہ گیر تبلیغی ادارے کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا۔ یہ سارے براعظم اس تبلیغی دائرے میں آ چکے ہیں۔ اور صحیح معنوں میں آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ہم آج جماعت احمدیہ کے داخلی و خارجی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے نہایت وثوق اور صدق نیت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تخم احمدیت جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہاتھوں سرزمین ہند میں ڈالا گیا تھا، آج "شجرۂ طیبہ" کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کی شاخیں اکناف عالم میں پھیل چکی ہیں۔ اور یہ ادارہ ایسا ہمہ گیر و وسیع ہو گیا ہے کہ اگر آج جمعیۃ العلماء بھی چاہے تو اس کے سائے میں پناہ لے سکتی ہے۔!

احمدیہ مشن جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا کے گوشے گوشے میں جتنے تبلیغی ادارے قائم کئے گئے ہیں ان کی تفصیل تو بہت جگہ اور وقت چاہتی ہے۔ بس مندرجہ ذیل خاکے سے اس کی عالمگیر تبلیغی جد و جہد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

تبلیغی مراکز کی فہرست

اسماء مراکز	تاریخ اجراء
۱۔ احمدیہ مسلم مشن لنڈن	۱۹۱۳ء

۲- احمدیہ مسلم مشن ماریشس — ۱۹۱۵ء
۳- احمدیہ مسلم مشن امریکہ — ۱۹۲۱ء
۴- احمدیہ مسلم مشن مغربی افریقہ — ۱۹۲۱ء
۵- احمدیہ مسلم مشن سیرالیون
۶- احمدیہ مسلم مشن مشرقی افریقہ — ۱۹۳۴ء
۷- احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا — ۱۹۲۱ء
۸- احمدیہ مسلم مشن انڈونیشیا — ۱۹۲۵ء
۹- احمدیہ مسلم مشن سنگاپور — ۱۹۳۵ء
۱۰- احمدیہ مسلم مشن اسپین — ۱۹۴۶ء
۱۱- احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ — ۱۹۴۷ء
۱۲- احمدیہ مسلم مشن فلسطین — ۱۹۲۸ء
۱۳- احمدیہ مسلم مشن سوئٹزرلینڈ — ۱۹۴۶ء
۱۴- احمدیہ مسلم مشن جرمنی — ۱۹۴۹ء
۱۵- احمدیہ مسلم مشن ٹرینیڈاڈ — ۱۹۵۰ء
۱۶- احمدیہ مسلم مشن سیلون — ۱۹۵۱ء
۱۷- احمدیہ مسلم مشن برما — ۱۹۵۱ء
۱۸- احمدیہ مسلم مشن شام
۱۹- احمدیہ مسلم مشن لبنان
۲۰- احمدیہ مسلم مشن مسقط

ہندوستان و پاکستان کے مشن اس کے علاوہ ہیں۔ صرف ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی قریباً ڈیڑھ سو شاخیں ہیں۔ اور ہر شاخ اپنا ایک تبلیغی نظام رکھتی ہے۔ اوپر جن مشنوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سارے بھی مرکزی مشن ہیں۔ اور ہر مشن کی بہت سی شاخیں ہیں خصوصاً مغربی و مشرقی افریقہ مشنوں کے ماتحت تو اور سینکڑوں مشن کام کر رہے ہیں۔

جمعیۃ علمائے ہند جماعت احمدیہ کے ان مراکز پر نظر ڈال کر یہ معلوم کر سکتی ہے کہ جماعت احمدیہ نے ایک ہمہ گیر ادارے کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ اور اس جماعت کے تبلیغی مراکز اکثر حصۂ دنیا پر قائم ہو چکے ہیں۔

دوسری بات جو اس فہرست پر نظر ڈال کر معلوم کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ خصوصاً تقسیم ہند کے بعد تو اس جماعت نے دنیا کے بہت سے اہم حصوں میں اپنے مراکز قائم کر لئے ہیں۔

دوسری تجویز | جمعیۃ علمائے ہند کی اس تجویز میں دوسری ضرورت یہ ظاہر کی گئی ہے کہ قرآنی تعلیمات اور سیرتِ مقدسہ کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے۔

تجویز کے یہ الفاظ پڑھنے کے بعد جب ہم جماعت احمدیہ کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ اس میدان میں بھی یہ جماعت بہت آگے اور تیز گام نظر آتی ہے۔ اوپر جن مشنوں کی فہرست درج کی گئی ہے ان میں سے ہر مشن اپنی اپنی علاقائی زبانوں میں ہمیشہ گرانقدر اسلامی لٹریچر شائع کرتا رہتا ہے ان مشنوں کے ذریعہ آج تک انگریزی، جرمن، فرانسیسی، ڈچ، سواحیلی، مشرقی افریقہ، سنہالی (سیلونی) ملائی اور برمی زبانوں میں اسلامی عقائد، تعلیمات، اقتصادیات و معاشیات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر سینکڑوں کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتب کے علاوہ اکثر مشنوں کا اپنا پریس اور رسالے بھی ہیں۔ جن کے ذریعہ ہمیشہ غیر مسلم دنیا کو قرآنی تعلیمات اور آنحضرت صلعم کی سیرتِ مقدسہ سے آگاہ کیا جاتا ہے ان اخباروں اور رسالوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں:-

دی اسلام — جرمن زبان میں سوئٹزرلینڈ سے شائع ہوتا ہے
الاسلام — ڈچ زبان میں ہالینڈ سے شائع ہوتا ہے
دی ٹرتھ — انگریزی زبان میں نائیجیریا سے شائع ہوتا ہے
افریقن کریسنٹ — انگریزی میں سیرالیون سے شائع ہوتا ہے
دی میسیج — انگریزی، سنہالی اور تامل میں سیلون سے شائع ہوتا ہے
پیس — انگریزی میں اور نیسے سے شائع ہوتا ہے
الاسلام — انڈونیشین زبان میں انڈونیشیا سے شائع ہوتا ہے
Mapenzieya Mangu — سواحیلی زبان میں مشرقی افریقہ سے شائع ہوتا ہے
البشریٰ — عربی زبان میں فلسطین سے شائع ہوتا ہے
سن رائز — انگریزی میں گولڈ کوسٹ سے شائع ہوتا ہے۔
لے پرآگریس اسلامک — فرانسیسی زبان میں ماریشس سے شائع ہوتا ہے۔
البشریٰ — انگریزی میں سیرالیون سے شائع ہوتا ہے۔
الھدیٰ — انڈونیشین زبان میں جاوا سے شائع ہوتا ہے۔

یہ تو بیرونی مشنوں کے اخبارات و رسائل کی فہرست ہے۔ ہند و پاک میں ان کے علاوہ اردو، انگریزی اور ملیالم زبانوں میں ۱۴ اخبارات و رسائل نکلتے ہیں۔

ان تمام اخبارات و رسائل میں قرآن و احادیث پیش کرنے کے علاوہ مسائل حاضرہ پر بھی اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کی جاتی ہے۔ غرض جماعت احمدیہ صحافت نگاری میں بھی ایک بلند مقام اور بین الاقوامی پوزیشن حاصل کر چکی ہے۔

تراجم قرآن پاک | ان قابلِ قدر کارناموں کے علاوہ بھی جماعت احمدیہ نے تاریخ اسلام میں جو ایک معجزانہ کردار ادا کیا ہے وہ تراجم قرآن مجید کی مہم کا آغاز ہے جماعت احمدیہ اپنی قلتِ تعداد، محدود وسائل اور ناموافق حالات کے باوجود دنیا کی دو سو زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کرنے کا عہد باندھ چکی ہے۔ ان میں سے دنیا کی چودہ مشہور زبانوں میں یہ تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ یعنی انگریزی، ڈچ، فرانسیسی، پرتگیزی، اطالوی، ہسپانوی، جرمنی، سواحیلی، ملائی، انڈونیشین، روسی، فینٹی، ہندی اور گورمکھی۔

ان میں سے انگریزی، ڈچ، جرمنی، سواحیلی اور گورمکھی زبانوں کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ اور اہل علم سے سند قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ ان تمام تبصروں کو پیش کرنا تو اس جگہ دشوار ہے جو یورپ امریکہ اور افریقہ کے اخباروں اور مفکروں نے قرآن کریم کے ان تراجم پر کئے۔ لیکن اس جگہ دو مفکروں کی رائیں پیش کرتا ہوں۔ جن سے ان ترجموں کی افادی حیثیت کا علم ہوگا۔

پروفیسر اے آر گب نے انگریزی ترجمۂ قرآن پاک کو پڑھ کر کہا:-

"یقیناً قرآنی تعلیمات کو جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا یہ انداز جرأت کا حامل اور ہر طرح قابلِ تحسین ہے۔ اگر انجمن اقوامِ متحدہ اس میں بیان کردہ اصول پر عمل پیرا ہو سکے تو یقیناً کسی حد تک اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتی ہے"

فرانسیسی ترجمہ کی نسبت ادبیات عربی مدرسۃ السنۃ شرقیہ کے پروفیسر ریجس بلاشر Pro Rigis Blochere لکھتے ہیں کہ:-

"یہ ترجمہ جیسا کہ فرانسیسی زبان کی ایک مثال ہے متن کا بھی ہو بہو چربہ ہے۔ ترجمہ کی یہ صحت جس سے قرآن کریم کے مبہم اور مشکل مقامات کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے ہر طرح قابلِ تعریف ہے"

اسی طرح اور بہت سے مفکروں نے ان تراجم قرآن پاک کے ظاہری و باطنی حسن کی تعریف کی ہے۔

مقدمۃ القرآن | ان ترجموں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا لکھا ہوا ایک مقدمہ بھی ہے جس میں تعلیماتِ قرآنیہ کا ادیانِ عالم کی تعلیمات سے موازنہ کرنے کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ بھی نہایت حسین پیرایہ میں اور محققانہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔ یہ مقدمہ مطالبِ قرآنی کے سمجھنے میں بڑی یاوری و رہنمائی کرتا ہے۔ اور آج تک سینکڑوں سعید روحیں اس مقدمہ کے ذریعہ قبولِ اسلام کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔

اس مقدمہ کے علاوہ جماعت احمدیہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر بھی مختلف زبانوں میں متعدد کتب شائع کر چکی ہے۔ ان کتب کی ترتیب و اشاعت کے وقت عہد حاضر کی سائنس، فلسفہ، اخلاق اور معاشی نظام ہر چیز ملحوظ رکھی گئی ہے اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ ان کتب کی اشاعت سے اسلامی لٹریچر میں بے نظیر اضافہ ہوا ہے

ہندوستانی لٹریچر | عام اسلامی تعلیمات اور سیرتِ مقدسہ کے علاوہ خاص ہندوستانی ماحول کے مطابق بھی جماعت احمدیہ قادیان نے بہت سی کتب شائع کی ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں جب امرتسر میں کانگریس کا سالانہ اجلاس ہوا اور ملک بھر کے اکابر و زعماء وہاں اکٹھے ہوئے تو اس وقت جماعت احمدیہ نے اردو، ہندی، گورمکھی اور انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں ایک کتاب "آسمانی پیغام" شائع کی اور اس اجلاس کے موقعہ پر مفت تقسیم کی۔ اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ......

یہ خدا کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ جن دینی، اخلاقی اور ملکی اقدار کو لیکر کھڑی ہوئی ہے، وہ اقوامِ عالم کے درمیان رشتۂ محبت قائم کرنے کی بہترین ضمانت ہے۔ جماعت احمدیہ اقوام عالم کو ایک ایسے نقطہ پر جمع ہونے کی تلقین کرتی ہے کہ اگر تعصب و عناد راہ میں حائل نہ ہو تو ہر قوم و ملت کی روایات اس مرکزِ اتحاد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

ابھی حال ہی میں جماعت احمدیہ نے ایک کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" نامی شائع کی ہے۔ اس میں تاریخی شواہد سے ان دونوں قوموں کے خوشگوار تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بتائیے اس وقت جب کہ ہندوستان فرقہ پرستی اور صوبائی تعصب کی بھٹی میں جل رہا ہے ایسے لٹریچر کی کتنی ضرورت ہے؟ ایسا لٹریچر دراصل پیاسوں کو پانی پلانے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، ننگوں کو کپڑے پہنانے، اور بے گھروں کو بسانے کے مترادف ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آج جماعت احمدیہ انسانیت کے اس اجڑے گھر کی تعمیر میں مصروف ہے

اس نہایت مفید کتاب کے متعلق جمعیۃ العلماء کے مرکزی آرگن "الجمعیۃ" مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۵۸ء نے یہ رائے شائع کی ہے جو یہ ہے:-

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ
شائع کردہ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان
صفحات ۱۲۸ قیمت ایک روپیہ
ملنے کا پتہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان
(پنجاب - بھارت)

اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ سکھ مسلم اتحاد کے سلسلہ میں اب تک جس قدر کوششیں کی گئی ہیں ان میں بہترین کوشش اس کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ آج تک سکھ مسلم تعلقات کے سلسلہ میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ پہلے یہ کتاب گورمکھی میں چونویں کھیل کے نام سے لکھی گئی تھی۔ پھر ایک بہت

بڑے سکھ لیڈر کی خواہش پر اس کا ترجمہ اردو میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جگہ جگہ سکھ گرنتھوں سکھ تواریخ اور سکھ لٹریچر کے حوالے دئے گئے ہیں گویا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا گیا بلکہ سکھ لٹریچر ہی کو اپنی شہادت میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کی ابتدا گرونانک صاحب اور مسلمان سے کی گئی ہے۔ اور بعد میں تمام سکھ گوروؤں اور انکے مسلمان ساتھیوں کا تذکرہ آگیا ہے اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کو سکھ گروؤں کے ساتھ اور سکھ گروؤں کو اسلام کے ساتھ کس قدر عقیدت رہی ہے اور ہر دور کے مسلمان رئیسوں اور بادشاہوں نے گوردواروں کو کس قدر مالی امداد دی اور ان کے نام اپنی زمینیں وقف کیں اور پھر ہر بات کا ثبوت سکھوں کی معتبر تاریخوں اور مذہبی کتابوں سے دیا گیا ہے۔ خود سکھ لیڈروں نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب کی روشنی میں سکھ صاحبان سکھ مسلم تعلقات پر از سر نو غور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ان کی یہ کوشش ضرور کامیاب ہوگی"

یہ جماعت "سکھ مسلم اتحاد" کے بعد "ہندو مسلم اتحاد" نام کی بھی ایک کتاب شائع کرنا چاہتی ہے اور یہ یقیناً اسلامیانِ ہند کی طرف سے ابنائے وطن کی خدمت میں محبت اور دوستی کا ایک بہترین تحفہ ہوگا۔

تعمیر مساجد ہر فرد یا جماعت کو تاریخ کے تلخ یا شیریں واقعات سے سبق لینا چاہیئے۔ تاریخ نے متعدد بار اس امر کی شہادت دی ہے کہ صرف تالیف و تصنیف یا محض کسی ادارے کے قیام سے کسی قوم کی بنیاد مستحکم نہیں ہوتی۔ جب تک کسی ایسے قومی و اجتماعی مرکز کی بھی تعمیر نہ ہو، جس کے ساتھ اس کے قومی شعار وابستہ ہوں۔ اسی لئے مذہب کی تاریخ میں چرچ، مندر، گوردوارہ، دیر و آتشکدہ کو ایک تعمیری اور دیرپا اہمیت حاصل ہے۔ عبادت گاہوں سے ایک طرف مذاہب کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف اس علاقہ یا ملک میں ان کے ذریعہ خاموش تبلیغ ہوتی رہتی ہے

اسلام میں مسجد کو یہی اہمیت حاصل ہے بلکہ مسجد تو ایسی عبادت گاہ ہے جس سے صرف خاموش تبلیغ نہیں ہوتی بلکہ ایک منادی روزانہ پانچ وقت بلند آواز سے لوگوں کو اسلام و عقاید کی دعوت دیتا رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ جب میدانِ تبلیغ میں آئی تو اس نے اپنے استحکام اور استواری کیلئے اس مذہبی و تاریخی نکتہ کو بھی پیش نظر رکھا اس نے یورپ و امریکہ کے مرغزاروں اور برفانی علاقوں اور افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں جا کر صرف لوگوں کو اسلام کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ ہر جگہ مساجد کی بنیاد بھی ڈالی گئی۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ڈھائی سو مساجد تعمیر کر چکی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ملک	مساجد
انگلستان	۱
ماریشس	۱
گولڈ کوسٹ	۱۵۱
نائیجیریا	۱۹
امریکہ	۳
مشرقی افریقہ	۳
بورنیو	۳
سیرالیون	۲۵
ملایا	۲
ہالینڈ	۱
فری ٹاؤن	۱
سیلون	۱
شام	۱
انڈونیشیا	۴۴
جرمنی	۱

ان میں سے انگلستان اور ہالینڈ کی مساجد صرف احمدی مستورات کے چندہ سے بنائی گئی ہیں۔ خدا کا فضل ہے کہ یہ ساری مساجد مرکزیت حاصل کر چکی ہیں۔ اور ہم اس یقین سے معمور ہیں کہ ان مساجد سے جوں جوں توحید و رسالت کی آواز بلند ہوگی، اسلام کی اشاعت و نشاۃ ثانیہ کے لئے راستہ ہموار ہوتا جائیگا۔

جمعیۃ العلماء تو ابھی اس مقام سے بہت دور ہے لیکن ہم یہ ضرور عرض کریں گے۔ کہ جمعیت کو اپنے پروگرام میں تعمیر مساجد کو خاص اہمیت دینی چاہیئے۔

درسگاہوں کا قیام تعلیمات قرآنیہ کی اشاعت کا ایک اور مؤثر ذریعہ اسلامی مدارس اور درسگاہوں کا قیام و اجراء بھی ہے۔ یہ درسگاہیں نہ صرف قدیم طرز کی ہوں بلکہ جدید طور کی بھی ہوں۔ ایسی درسگاہوں کے ذریعہ ہم قوم کے نونہالوں کی اسلامی طرز پر تربیت کر سکتے ہیں۔ اور ان کے دل و دماغ میں داخل ہونے کی راہ پا سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کا غیر ممالک میں درسگاہیں قائم کرنا بڑا مشکل امر ہے۔ اور خاصکر جماعت احمدیہ کے لئے جو دوسرے مسلمانوں کے مقابل پر تعداد کے لحاظ سے برصغیر ہند و پاکستان میں [illegible] کی حیثیت رکھتی ہے اور بھی دشوار ہے۔ مگر تصرفِ الٰہی دیکھئے کہ اس نے اسی مختصر جماعت کو اس کارِ خیر کی بھی توفیق بخشی اور اسی مختصر سے لشکر سے مشکلات کی یہ مہم بھی سر کرائی۔ جماعت احمدیہ نے محض توفیقِ ایزدی سے غیر ممالک میں دینی درسگاہیں قائم کیں جہاں آج مسلم و غیر مسلم سبھی طبقوں کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان مدارس کا قیام واقعی جماعت احمدیہ کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

اس وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے بیرونِ ہند و پاک چھیاسٹھ اسکول چلائے جا رہے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:۔

ملک	اسکول
سیرالیون	۴۰ اسکول
گولڈ کوسٹ	۱۲ "
نائیجیریا	۱۰ "
فلسطین	۱ "
سنگاپور	۱ "
مشرقی افریقہ	۱ "
انڈونیشیا	۱ "

تحریک جدید جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ نے بیرونی ممالک میں تبلیغی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۳۴ء میں تحریکِ جدید کا اجرا فرمایا تھا۔

اس تحریک کا مقصد بیرونی ممالک میں تبلیغی عزائم کو کامیاب بنانے کے لئے سرمایہ اور قابل افراد کا پیدا کرنا ہے۔ ساتھ ہی یہ تحریک اس میں حصہ لینے والوں کی اخلاقی و معاشرتی تربیت بھی کرتی ہے ان کو محنت و مشقت اور سادہ زندگی کا عادی بناتی ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے سال میں اپنی آمد کا ایک مقررہ حصہ بیرونی ممالک میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے لئے دیتے ہیں لیکن اس تحریک کا سب سے نمایاں پہلو "وقفِ زندگی" کا مطالبہ ہے۔ یعنی یہ تحریک جماعت کے تجارت پیشہ، اہل علم اور دوسرے طبقوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی زندگی اشاعتِ قرآن و تبلیغِ دین کے لئے وقف کریں۔ آج بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے جتنے مبلغ، مبشر، معلم اور مدرس مشن اور اسکول چلا رہے ہیں سب "واقفینِ زندگی" کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی شاخ "تحریکِ جدید" کو وقفِ زندگی کے مطالبہ میں حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ آج اس وقت کم از کم ۸۵ واقفینِ زندگی بیرونی ممالک میں نہایت تندہی سے تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اور کئی تو ایسے ہیں جو پہلے سرکاری ملازمتوں میں اچھے عہدوں پر فائز تھے۔ مگر جب امام جماعت احمدیہ نے تحریکِ جدید جاری فرمائی۔ اور وقفِ زندگی کا مطالبہ کیا تو یہ مخلصین اپنی اعلیٰ ملازمتوں کو چھوڑ کر "لبیک لبیک" کہتے ہوئے اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اور پھر انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے دنیا کے کالے یا گورے جس خطہ میں اشاعت دین کیلئے جانے کا حکم دیا وہ خدا کے آگے سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے چلے گئے۔ اور باقی سینکڑوں واقفینِ زندگی "فہرست منتظرین" میں یہ شوق اور ولولہ دلوں میں لئے انتظار میں ہیں کہ کب ان کا پیارا امام انہیں خدماتِ دین بجا لانے کے لئے حکم دیتا ہے—!

جماعت احمدیہ کی یہ قربانی مثالی رنگ رکھتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تاریخ اسلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایشیا دینِ عیسوی کی اشاعت کے سلسلہ میں مغرب و امریکہ کا جوش و خروش دیکھ چکا ہے آج ایشیا کے خطہ خطہ میں مسیحیت کے مناد موجود ہیں۔ ہمیشہ چرچ اور بائبل سوسائٹیوں کی طرف سے دینِ عیسوی کا یہ پیغام سنایا جاتا ہے کہ "خدا محبت اور محبت خدا ہے"۔ مغرب کا یہ دعوٰے ہے کہ اس نے ایشیا کو محبت اور فلسفۂ الٰہیات سے روشناس کیا۔ ایشیا ابھی تک نہایت خاموشی سے مغربیوں کا یہ چیلنج سن رہا ہے اگر ایشیا خصوصاً ممالکِ اسلامیہ کی طرف سے کسی نے اس کا عملی جواب دیا تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ یقیناً جماعت احمدیہ کا یہ تبلیغی کارنامہ اسلامیانِ عالم کے لئے درسِ عبرت ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے صدق جدید مورخہ [illegible] جون ۱۹۵۶ء میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:—

"جماعت (احمدیہ) کے مشن یورپ، امریکہ، مغربی افریقہ، ماریشس، انڈونیشیا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مقامات میں قائم ہیں۔ ان سب کی فہرست اور ان کی کارگذاریاں۔ ان کے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی فرنچ، جرمن، ڈچ، اسپینی، فارسی، برمی، ملایا، تامل، ملیالم، مرہٹی، گجراتی، ہندی اور اردو زبان میں۔ انکی مسجدیں اور ان کے اخبارات۔ رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آئیگا۔ اور ہم لوگوں کے لئے جو اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہیں ایک "تازیانۂ عبرت" کا کام دیگا"

یہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مختصر سا خاکہ ہے۔ جمعیۃ العلماء آج مسلمانوں کے دامن سے یہ داغ بے عملی دھونا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ میدانِ عمل میں جماعت احمدیہ کے اسوہ کی پیروی کرے۔ اور اپنے دل سے یہ فتوٰے پوچھے کہ جمعیۃ العلماء کے اجلاس سورت کی تجویز پر آج کون عمل پیرا ہے؟ ہم اس تحریر کے ذریعہ اربابِ جمعیت کو اس مذہبی و اخلاقی نکتہ پر غور و فکر کی دعوت

دیتے ہیں۔ ہم اس عملِ نیک میں ہر وقت اہلِ جمعیت کی طرف دستِ تعاون بڑھانے کو تیار ہیں۔ مگر کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ایک نئی تجربہ گاہ میں داخل ہونے کی بجائے جماعتِ احمدیہ کے تجربوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور منزلِ مقصود کے لئے نئی راہ منتخب کرنے کی بجائے وہی راستہ اختیار کیا جائے جس پر کامیاب رہرو کے آثارِ قدم موجود ہیں۔ ؟!

ہماری دلی خواہش ہے کہ جمعیت نیا محاذ قائم کرنے اور نئی تجربہ گاہ میں داخل ہونے کی بجائے جماعتِ احمدیہ کے ساتھ اشتراکِ عمل کرے اور اگر وہ اپنے مخصوص ماحول کے باعث یہ قدم نہ اٹھا سکے تو بھی ہم اس کی خدمت میں اپنے تعاون و ہمدردی کی پیشکش کرنے کو تیار ہیں

ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمعیت کی یہ تجویز بیکار ثابت نہ ہو۔ جب جماعتِ اسلامی کے لیڈر مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے مجاہدینِ اسلام کے مذہبی کارناموں پر حرف گیری کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہدفِ ملامت بناتے ہوئے کہا کہ انہوں نے مجاہدینِ اسلام کی ایک جمعیت تو قائم کی۔ مگر یہ نہ ہو سکا۔ کہ علماءِ اسلام کا ایک وفد یورپ بھیجتے۔ وہ یورپ کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔ اس تنقید کے بعد ہر شخص کو یہ محسوس ہوا کہ عنقریب جناب مودودی صاحب داعیانِ اسلام کا ایک وفد یورپ بھیجیں گے اور ایک بڑے مذہبی فریضہ سے سبکدوش ہوں گے۔ مگر ہم انتظار ہی کرتے رہے اور جناب مودودی صاحب یورپ کے تبلیغی میدان میں آنے کی بجائے ہند و پاک کے سیاسی اکھاڑے میں اتر آئے!

ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمعیت کی اس تجویز کا یہ حشر نہ ہو۔ وہ واقعی اب اسلامی محفل کا ساقی بنے اور تشنگانِ حقیقت کو پیالے پلائے۔ ہمارے ساتھ اشتراکِ عمل اسے راہ کی مشکلات سے نجات دیگا اور اگر اس نے اپنا سفر علیحدہ جاری کیا تب بھی ہم ہمیشہ اس کے سامنے اپنے تعاون کی پیشکش کرتے رہیں گے۔

دعوتِ موالات جمعیت جواب اجتماعی طور پر تعلیماتِ قرآنیہ کی اشاعت کرنا چاہتی ہے۔ سب سے پہلے ہم اسے ایک حکمِ شریعت پر عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

اگر آپ جماعتِ احمدیہ کو اس معیار پر آزمانا چاہیں تو بلا شبہ آپ کو یہ جماعت توحید، رسالت، قیامت، حشرِ اجساد اور ارکانِ اسلام کے مسائل پر قائم و ثابت نظر آئے گی۔ اگر کچھ اختلاف ہوگا تو محض تشریحات و فروعات میں۔ اس صورت میں آپ کو جماعتِ احمدیہ کے ساتھ اشتراکِ عمل کر کے اتباعِ قرآن کا ایک عملی ثبوت پیش کرنا

چاہیئے۔ ہم تو بارہا اس آیہ کریمہ کی اتباع میں آپ کی طرف دستِ تعاون بڑھا چکے ہیں۔

دورِ تکمیلِ اشاعت جماعتِ احمدیہ قرآنِ پاک اور اقوالِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ یہی دورِ تکمیلِ اشاعت کا دور ہے۔ سائنس کی برکات نے نشر و اشاعت کے ذرائع وسیع طور پر مہیا کر دئے ہیں۔ قرآنِ پاک اور سنتِ نبوی جس کے ذریعہ ہماری ہدایت کی تکمیل ہو چکی ہے۔ عصرِ حاضر میں اس کی تکمیلِ اشاعت بھی ہونی چاہیئے۔ علم و سائنس کی ترقی نے پرانے رسم و رواج کی گرفت بھی ڈھیلی کر دی ہے۔ اور لوگوں میں جدتِ افکار آزاد خیالی اور روشن ضمیری آگئی ہے۔ اگر اس وقت قرآنی تعلیمات، دلائل و براہین کی حسین کشتیوں میں سجا کر پیش کی جائیں تو یقیناً اس سے اہلِ ذوق بہرہ مند ہوں گے۔

جب ہم تاریخِ اسلام کی دہلیز پر کھڑے ہوتے ہیں تو اس خیال کو اور تقویت ہوتی ہے فتنۂ تاتار کسے یاد نہیں لیکن جب فاتح قوم پرانے توہمات اور خاندانی روایات کی قید سے ذرا سے آزاد ہوئی تو اسے داعیانِ اسلام کی جد و جہد نے بہت جلد اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ تاریخ بار بار اپنے کو دہراتی ہے عصرِ حاضر بھی اسی پرانی تاریخ کو دوہرانا چاہتا ہے۔ آج کی تہذیب میں کوتاہ نظری، تنگ خیالی اور قدامت پرستی معیوب سمجھی جاتی ہے۔ غرض مزاجِ زمانہ نئی تحریکات اور نئی دعوتوں کو قبول کرنے کے لئے سازگار ہو گیا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہمیں یہ حقیقت یوں سمجھائی ہے کہ:۔

"ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ
ضروریات میں سے ہے کہ یورپ
اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے
تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ
یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور
امریکہ کے سعید لوگ قبولِ اسلام
کے لئے تیار ہو رہے ہیں"
(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

یہی بات آپ نے ایک دوسری جگہ کشفی رنگ میں بھی بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیتِ الٰہی بھی یہی ہے کہ اس وقت یورپ اور امریکہ کو اسلامی تعلیمات و ہدایات سے آگاہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اس وقت یہی قومیں حکومت، سائنس اور تہذیب و تمدن کی جولانگاہ میں تمام قوموں پر حاوی ہو گئی ہیں۔ اس وقت ان کا رجحان عالمی رجحان سمجھا جاتا ہے اگر یہ قومیں دائرہ اسلام میں آجائیں۔ تو اسلام خود ہی سارے مذاہب پر اپنی برتری کا اعلان کر دیگا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے بھی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ایک کشف میں اپنی اس مشیت کا اظہار کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالکِ مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور انکو اسلام سے حصہ ملیگا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت ہی مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے"
(ازالہ اوہام)

جماعت احمدیہ الٰہی آثار پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچی کہ تقدیرِ الٰہی ہمیں اشاعتِ دین کے لئے سفید فام لوگوں کے ممالک میں بھیجنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس جماعت نے اس تقدیرِ الٰہی کو عملی جامہ پہنانے کا تہیہ کیا۔ اور ایک نظام کے ماتحت یورپ و امریکہ میں اسلامی مشنوں اور تبلیغی اداروں کا سلسلہ پھیلا دیا۔

ہمیں مسرت ہے کہ آج جمعیت نے بھی اس مذہبی فرض کو محسوس کیا اور تعلیماتِ قرآنیہ و سیرتِ مقدسہ کی اشاعت کی ضرورت محسوس کی

جماعت احمدیہ کے عقاید اس جگہ ہم اہلِ جمعیت کو یہ بھی یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اسلام تمام مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ ہے اور اشاعتِ اسلام تمام مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے مگر عہدِ صحابہ کرام کے بعد اس فریضہ کو ہمہ گیر طور پر ادا کرنے کا احساس جماعت احمدیہ کے سوا اور کسی کو نہیں ہوا۔ دنیا مسلمان سرمایہ داروں، حکمرانوں اور علماء کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوئی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اشاعتِ دین کے جوش و ولولہ سے ضرور خالی ہو گئی۔ آج صرف جماعتِ احمدیہ اقصاءِ عالم میں تمام مسلمانوں کی طرف سے یہ مذہبی فریضہ ادا کر رہی ہے۔ ہمارا مقصد بھی تعلیماتِ قرآنیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کی اشاعت ہے۔ ہم اگر درمیان میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو صرف اسلئے کہ اس دور میں خدا نے انہی کو ثریا سے خوشۂ ایمان توڑنے کیلئے مامور فرمایا اور انہوں نے ہی اسلام کے حسین چہرے کو بدعات و توہمات کے گرد و غبار سے پاک و صاف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب
یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ اور ہمارا اعتقاد جو
ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں
جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری
تعالیٰ اس عالم گزراں سے کوچ کریں
گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولانا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ جن
کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا ہے
اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جسکے
ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار
کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور
ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر
ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف
خاتم کتبِ سماوی ہے اور ایک
شعشہ یا نقطہ اسکے شرائع اور حدود
اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو
سکتا ہے اور نہ کم ہو سکتا ہے کوئی ایسی
وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو
سکتا جو احکامِ قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ
یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا
ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ
ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے
خارج اور ملحد و کافر ہے۔

اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے
کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر
اتباع ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا
چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز
اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں
کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام
عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز
حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے
ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (ازالہ اوہام)

یہ عقاید جن کا اوپر کے اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے بنیادی عقاید ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری تحریریں اسی محور کے گرد گھومتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان ان عقاید سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ خصوصاً اہلِ جمعیت کیلئے ان عقاید سے مفر کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اسلئے اہلِ جمعیت کو باور کرنا چاہیئے کہ پیغامِ احمدیت دراصل پیغامِ اسلام ہے اور آج جماعتِ احمدیہ اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام ہی کا فریضہ انجام دے رہی ہے جو تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔

غرض جمعیۃ العلماء کے اجلاس سورت کی تجویز میں ایک ہمہ گیر ادارہ کے قیام اور تعلیماتِ قرآنیہ و سیرتِ مقدسہ کی اشاعت کی جس ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے وہ ضرورت جماعتِ احمدیہ کے نظامِ تبلیغ سے پوری ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ ساری دنیا کو اسلامی تہذیب، تعلیم اور ثقافت سے روشناس کرنے کیلئے سرگرمِ عمل ہے۔ لہٰذا جمعیت کو اس کا تعاون حاصل کرنا چاہیئے یا اسکی طرف اپنا دستِ تعاون بڑھانا چاہیئے

جمعیت کا سرکلر اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر کے احوال و کوائف پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت نے اجلاس سورت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک سرکلر کے ذریعہ عامۃ المسلمین سے مشورہ طلب کیا ہے مگر افسوس کہ جمعیت کا یہ سرکلر جماعت احمدیہ کے نام موصول نہیں ہوا

(باقی اگلے صفحہ پر کالم ۱ و ۲ کے نیچے)

مختلف مقامات میں

جلسہ ہائے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

کوٹ پلہ

جماعت احمدیہ کوٹ پلہ اڑلیہ میں جلسہ سیرت النبی صلعم زیر صدارت مکرم جناب شیخ عبدالغفار صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ مورخہ ۵ر دسمبر بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ خاکسار نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ کے بعض حالات اور آپؐ کے اپنے دشمنوں سے احسانات کا مفصل ذکر کیا۔ عاجز کی تقریر کے بعد ہمارے مبلغ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب نے ایک مفصل تقریر کی جس میں آنحضرت صلعم کی ابتدائی زندگی سے لیکر فتح مکہ تک کے حالات بیان کئے۔ آپ کی تقریر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ تمام دوستوں نے پوری توجہ اور دلچسپی سے تقریر کو سنا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ اور حاضرین کو آنحضرت کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی دعا کے بعد جلسہ کی کاروائی ختم ہوئی۔

(خاکسار شیخ عبدالستار قائد خدام الاحمدیہ)

لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ ۱

مورخہ ۲۳ر نومبر کو بعد نماز مغرب محترمہ ناصرہ خاتون صاحبہ کے مکان پر زیر صدارت محترمہ مسرت النساء صاحبہ جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا اول عہد نامہ دوہرایا گیا۔ بعدہٗ مبارکہ خاتون صاحبہ، امۃ الرشید صاحبہ و رشیدہ خاتون صاحبہ نے باری باری قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد چند اڑیہ نظمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سنائی گئیں۔ جو عزیزہ رشیدہ خاتون امۃ الرشید، صفیہ خاتون اور عاجزہ نے پڑھیں۔ پہلی تقریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صبر اور استقلال کے عنوان پر عاجزہ نے کی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ پر مکرمہ مبارکہ خاتون صاحبہ اسسٹنٹ سیکرٹری اور مکرمہ نور النساء صاحبہ سیکرٹری مال نے باری باری تقریریں کیں مکرمہ عائشہ خاتون صاحبہ نے حضور صلعم کی مقدس زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ صدر صاحبہ نے پر لطف تقریر آنحضرت صلعم کی شان اقدس میں فرمائی۔ خدا کے فضل سے حاضری اچھی تھی۔ دوسرے محلوں سے بھی مستورات جلسہ میں شرکت کے لئے آئی تھیں۔ الحمد للہ کہ جلسہ کامیاب رہا۔ (سیدہ حافظہ خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ ۱)

پنکال (اڑیسہ)

بعض وجوہات کی بناء پر اس جگہ مقررہ تاریخ پر جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد نہ ہو سکا۔ چنانچہ مورخہ ۱۹ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب وعشاء اس مبارک جلسہ کی کاروائی زیر صدارت مکرم جناب مولوی محمد فرقان علی صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد عزیز مقبول احمد خان صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر یعنی آپؐ کی حیات طیبہ کے ابتدائی حالات اور آپؐ پر دشمنوں کے مظالم پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ خاکسار نے ایک گھنٹہ تک آپؐ کی سیرت پاک پر تقریر کی۔ جس میں آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر مخالفین کے مظالم نیز آپؐ کی طرف سے مسلسل توحید کی تبلیغ کا ذکر کیا اور بالآخر حضور صلعم کی کامیابی کو واضح کیا۔ عاجز کی تقریر کے بعد مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃٌ للعالمین ہونے پر ایک مبسوط تقریر کی جسے حاضرین نے خاص توجہ سے سنا آخر میں جناب صدر جلسہ نے احباب جماعت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاک نمونہ پر چلنے کی تلقین کی۔ نیز آپؐ کی بعثت ثانیہ پر بھی روشنی ڈالی

بالآخر دعا پر جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(خاکسار جمعہ خان سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ پنکال۔ اڑیسہ)

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

رقم فرمودہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مونہہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

اجتماعی دعا و صدقہ

مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ مقامی کی تحریک پر مورخہ ۵ر۱۲ر۱۹ کو حضور انور کی صحت و سلامتی کیلئے مقامی جماعت نے اجتماعی دعا کی اور دو بکرے بطور صدقہ ذبح کئے۔

(سید ماروائس پریذیڈنٹ شیموگہ میسور)

درخواستہائے دعا

"میرا بڑا لڑکا محمد اختر احمد بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے اسکی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائی جائے (خاکسار محمد لطیف الحق چودہ کلاٹ کٹک) (۲) مجھے اپنی مکانات ترقی کے بارہ میں پریشانیاں ہیں۔ ان کے ازالہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔ (خواجہ محمد صدیق فانی پونچھ)

(بقیہ از صفحہ ...)

حالانکہ اس عظیم مقصد اور بلند ارادہ کیلئے سب سے پہلے اس کی نظر جماعت احمدیہ ہی پر پڑنی چاہیئے تھی کیونکہ اس وقت یہی ایک جماعت آزمودہ کار اور جہاندیدہ اور پختہ شعور ہے۔ اور اس نے اپنے کردار و عمل سے اپنی اعلیٰ صلاحیت اور ناقابل انکار قابلیت کا ثبوت بہم پہونچا دیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" اگر یہ صحیح ہے تو آج جماعت احمدیہ کا شجرۂ طیبہ شیریں، صحت بخش اور خوشبودار پھولوں سے لدا ہوا ہے۔ یہ پھل اس درخت کی صحت مند توانائی کی شہادت دے رہے ہیں۔ اس لئے اہل جمعیت کو چاہیئے تھا کہ وہ اس قانون قدرت اور اشارہ مشیت کو سمجھتے۔ اور جماعت احمدیہ کو نظر انداز کرنے کی بجائے سب سے پہلے اسی کی طرف رجوع کرتے۔ عزم و ہمت کے ساتھ درستیٔ عمل اور خداداد بصیرت، بس یہی کامیابی کی کلید ہے۔ سارا قرآن مجید اسی ایک حقیقت کی شہادت دیتا ہے اور مذاہب عالم کے نزدیک بس یہی ایک ابدی صداقت اور دائمی سچائی ہے وما علینا الا البلاغ

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ

پر

ملک کے اخبارات اور اہل علم اصحاب کے شاندار تبصرے

ہماری اس معرکۃ الآرا، اور داعیٔ اتحاد ومحبت کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کو ملک کے موقر روزناموں اور ہفتہ وار اخبارات نیز مشاہیر واکابر نے اپنے شاندار تبصروں اور قابل قدر آراء سے نوازا اور اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ وہ ہم متواتر بدر کے صفحات پر شائع کراتے آ رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ذیل میں دو تازہ تبصرے دئے جا رہے ہیں۔ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

۱۔ ہفت روزہ "ہماری زبان" علیگڑھ یوپی رقمطراز ہے کہ:۔

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ۔ از مرزا وسیم احمد

اس کتاب میں سکھ مسلم اتحاد میں نہایت مدلل اور مفصل طریقے سے یہ دکھایا گیا ہے کہ سکھوں کی جماعت جو ایک موحد جماعت ہے۔ مسلمانوں سے کس قدر قریب ہے۔ مصنف نے بڑی تلاش اور قابلیت سے بابا گورو نانک کے عہد سے لیکر بعد کے زمانے تک کے واقعات کا جائزہ لیکر بتایا ہے کہ سکھ مذہب محبت اور پریم کی تعلیم دیتا ہے۔ اور شروع سے سکھوں کے پیشواؤں کے ساتھ مسلم سلاطین اور اکابر کا رویہ نہ صرف ہمدردانہ بلکہ دوستانہ رہا ہے۔ انہوں نے برابر مذہبی گرنتھوں اور تاریخوں کے حوالے دئے ہیں۔ جن کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان کا دستور سیکولر ہے جس کے معنی لا مذہب کے نہیں ہیں۔ بلکہ کسی خاص مذہب کی جنبہ داری نہ کرنے کے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ دیس نہ صرف کسی ایک گروہ کا بلکہ ہندو مسلم سکھ سب کا عزیز وطن ہے اور کوئی ایک گروہ بھی دوسرے کو سراسر نظر انداز کر کے پنپ نہیں سکتا۔ ان حالات کے تحت اس کتاب نے رواداری اور دوستی کی جو فضا پیدا کی ہے وہ نہایت لائقِ تحسین ہے"

۲۔ شری گوردوارہ صاحب نانڈیڑ حیدرآباد دکن کے سیکرٹری جناب سردار چمن سنگھ صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہمارے حیدرآباد کے مبلغ مکرم حکیم محمد الدین کے نام اپنے خط مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۵۸ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جناب حکیم صاحب قبلہ تسلیمات عرض

دیگر کیفیت کہ میں نے جو بوپی گچھل کا بغور مطالعہ کیا جواب میں دیر کا اسی وجہ سے ہوئی جس کی میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ کتاب واقعی مذہب کے مختلف تخیلات کا ایک خوشنما گلدستہ ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسانی دماغ ہم آہنگی، آپسی محبت وپیار کی خوشبو سے معطر ہو کر تنگ نظری، آپسی عداوت اور نفاق کے پراگندہ خیالات کو دل ودماغ سے نکال پھینکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ نے جو طریقہ اشاعت وجلسوں کے انعقاد کا جسکہ مختلف لوگوں کو بلا تفریق مذہب وملت دعوت ویکران کے خیالات کے پیش کرنے کا اختیار کیا وہ نہ صرف قابلِ تعریف ہے بلکہ ایک دوسرے کے قلوب کی گہرائیوں کے اندازہ لگانے اور اپنے دلوں کی صفائی کا گراں قدر موقعہ ہے۔ اس لئے میں ان مساعی کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اکال پرکھ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے نیک ارادوں میں ہمیشہ کامیاب کرے

خیر اندیش چمن سنگھ"

تبلیغِ اسلام زمین کے کناروں تک

پر

موقر ہفت روزہ "ہماری زبان" علیگڑھ کا شاندار تبصرہ

نظارت ہذا کی طرف سے کچھ لٹریچر مکرم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ اخبار "ہماری زبان" علیگڑھ کی خدمت میں بغرض تبصرہ بھجوایا گیا تھا جس پر انہوں نے اپنے اخبار کی ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر تبصرہ کیا ہے۔ "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" پر تبصرہ اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ یہاں صرف "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں" پر تبصرہ درج کیا جاتا ہے (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

"(۲) کا عنوان ہے "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک"۔ یہ حقیقت ہے کہ جو تبلیغی جوش اور سرگرمی احمدیوں میں پائی جاتی ہے وہ دوسرے اسلامی فرقوں میں نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں سلاطین اسلام نے تبلیغِ مذہب میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ اس فریضہ کو ہمیشہ اپنی تن آسانی یا مصالح سیاسی کے خلاف سمجھا۔ علمائے دین نے بھی اس ضمن میں کوئی نمایاں خدمت انجام نہیں دی۔ ابتداء میں تاجروں اور سیاحوں اور بعد کو صوفیہ کی کوششوں سے مختلف اقطارِ ملک اسلام کی روشنی سے منور ہوئے مگر موجودہ زمانے میں احمدیہ جماعت نے منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس کتاب سے جماعت مذکورہ کی تبلیغی مساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے لٹریچر، مساجد اور مدارس کے ذریعہ سے یہ لوگ ایشیا یورپ افریقہ اور امریکہ کے

(باقی کالم ۳ کالم کے نیچے)

رانچی میں جلسہ

رپورٹ دورہ مولوی عبد الحق صاحب مبلغ بھاگلپور

۱۰ر دسمبر کو بعد نماز مغرب رانچی پہونچے ۱۲ر کو خطبہ جمعہ میں انا لننصر رسلنا والذین امنوا الخ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض انبیاء علیہم السلام کی مثالیں دے کر بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے انبیاء اور ان کے متبعین کی غیر معمولی تائید ونصرت فرماتا رہا ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ یہ بھی بتایا کہ ہماری جماعت کی ترقی بھی خدا کے فضل سے اسی نہج پر ہو رہی ہے۔ احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے بعض معجزات وخوارق بھی بیان کئے۔

۱۶ر کو سیرت النبی صلعم کا جلسہ منعقد کیا گیا خاکسار نے قرآن کریم کی آیت قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کی روشنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے بعض واقعات بیان کر کے ثابت کیا کہ آپ کی مبارک زندگی ان تمام جہتوں سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تھی جس پر قرآن کریم خود شاہد ہے۔

احباب جماعت کو مالی قربانیوں، بچوں کی دینی تربیت اور درس وتدریس کے لئے بھی تحریک کی۔

بعض غیر احمدی وکلاء کالج کے طلبہ اور ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز کو تبلیغ کی گئی۔

جلسہ جمعہ اور درس القرآن وغیرہ کا انتظام محترم سید محی الدین احمد صاحب ٹڈووکیٹ کے بنگلہ پر رہا۔ انہوں نے ہر طرح تعاون کیا جزاھم اللہ (خاکسار عبد الحق مبلغ سلسلہ احمدیہ)

"المبشرات"

نظارت ہذا کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رؤیا وکشوف والہامات کے جس مجموعہ کی اشاعت کا اعلان بدر میں کیا جاتا رہا ہے۔ احباب کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ یہ مجموعہ اب ربوہ میں چھپ کر تیار ہو چکا ہے اور اس کا نام "المبشرات" ہے۔ یہ بڑے سائز کے ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور قیمت مبلغ پانچ روپیہ فی نسخہ ہے۔ بھارت کے جو دوست خریدنا چاہیں وہ مبلغ پانچ روپے چھہتر نئے پیسے کی رقم (پانچ روپے قیمت چھہتر نئے پیسے ڈاک خرچ) محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوا کر خط کے ذریعہ نظارت ہذا کو اطلاع دیں تاکہ کتاب بھجوانے کا انتظام کیا جا سکے۔ احباب نوٹ فرمالیں کہ وی پی ہرگز نہیں بھجوایا جائیگا۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

انتقالِ پُر ملال!

قادیان۔ ۲۹ر دسمبر۔ مکرمی چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان کو آج پاکستان سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۳ر دسمبر کو ان کے والد صاحب بمقام بورے والہ (ضلع ملتان) وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند روز قبل مورخہ ۱۴ر دسمبر کو ان کی تشویشناک علالت کی اطلاع بذریعہ "تار موصول ہوئی تھی اور آج چوہدری صاحب موصوف کے چھوٹے بھائی کے خط سے معلوم ہوا کہ مختصر سی علالت کے بعد ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم راقم الحروف کے حقیقی ماموں کے بیٹے تھے اور بڑے ہی شریف نیک اور مخلص احمدی تھے۔ ستتر سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ مرحوم کو مرکز سلسلہ سے بیحد محبت تھی۔ ہر سال بلاناغہ جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے۔ چونکہ موصی تھے اس لئے ان کے لڑکے چوہدری محمد رمضان صاحب نے ہمت کر کے نعش کو بورے والہ سے ربوہ پہونچایا۔ اور مورخہ ۲۵ر دسمبر کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وصیت کا حساب بروقت نہ ہو سکنے کے باعث فی الحال مرحوم کو امانتاً دفن کیا گیا۔

مرحوم نے چار لڑکے دو لڑکیاں ایک بیوہ اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ جن میں سے آپ کے بڑے لڑکے چوہدری غلام ربانی صاحب اس وقت قادیان میں بطور درویش مقیم ہیں۔ جو پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے والد کی آخری ملاقات سے محروم رہے۔ ایسی بے بسی کی حالت میں جس ناقابل بیان پریشانی سے درویشان کو سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جہاں وہ مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں وہاں ان کے پسماندگان کے حق میں بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح ان کا حافظ وناصر رہے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد حفیظ بقاپوری۔ قادیان

..... دور دراز گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش! دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق لیتے" !!

پیشگوئی اسمہٗ احمد کا مصداق کون ہے

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

میں قبل ازیں اپنے ایک مضمون میں بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانیہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ اور آنحضرت صلعم باوجود محمدؐ و احمدؐ ہونے کے اپنی پہلی بعثت میں جلالی پرتو کے ماتحت محمدؐ کہلائے۔ اور دوسری بعثت یعنی جمالی کے ماتحت احمد کہلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کی دوسری بعثت ہیں۔ اس لئے باوجود آپؐ کا مثیل ہونے اور محمدؐ و احمد ہونے کے جمالی بعثت کے پرتو کی وجہ سے صرف احمد کہلائے۔ پس آنحضرت صلعم اپنی پہلی بعثت کی رو سے محمدؐ اور دوسری بعثت کی رو سے احمد ہیں۔ اب بات صاف ہے کہ آنحضرت صلعم بھی اس پیشگوئی اسمہٗ احمد کے مصداق ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی۔

یہ بات یوں بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ اصل احمد آنحضرت صلعم ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کے واسطہ سے طفیلی احمد ہیں کیونکہ وہ آپ کے بروز ہیں۔ اور اسے یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ آخری زمانہ کی بعثت کے لحاظ سے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور آپ کے ذریعہ سے اس کے پورا ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے پوری ہوئی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی کتاب انوارِ خلافت کے صفحہ ۳۶ پر ان دونوں جہتوں کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ایک جہت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۱) "اس کے مصداق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہیں کیونکہ جو خوبیاں ظل میں ہوتی اصل میں ضرور ہونی چاہئیں پس عکس کی خبر دینے والا ساتھ ہی اصل کی بھی خبر دیتا ہے"

ظاہر ہے کہ اس میں آپ نے اصل مصداق آنحضرت صلعم کو بیان فرمایا ہے اور مسیح موعود کو بطور ظل و عکس کے مصداق قرار دیا ہے

(۲) دوسری جہت سے اسے بیان کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے

"اس آیت میں ضمنی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خبر دی گئی ہے اور اس بیان سے یہ واجب نہیں آتا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود نہ ہوں۔ اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ آپؑ کے کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہوئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی پیشگوئی اس میں سے نکل آتی ہے"

(انوارِ خلافت صفحہ ۳۶ و ۳۷)

مکرم شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری پر افسوس ہے کہ انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس مدعیٰ کو بگاڑ دیا ہے۔ اور اس کا صرف دوسرا پہلو لیکر آپ کے منشاء پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور پہلے پہلو کو کلیتہً ترک کر دیا ہے اور حوالہ دیتے وقت اسے درج نہیں کیا۔ حالانکہ آپ نے وہی بات بیان فرمائی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمائی ہے۔

شیخ صاحب موصوف اپنی اس خلاف دیانت کارروائی پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹا حضرت امام جماعت احمدیہ کو الزام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب ہم انوارِ خلافت میں خلیفہ صاحب ربوہ کے بیانات پڑھتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک ایک بات کو غلط ثابت کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے"

دوسرا الزام وہ یہ دیتے ہیں کہ:۔

"انوارِ خلافت میں خلیفہ صاحب نے بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک احمد تھا ہی نہیں۔ اور یہ دراصل احمد نام حضرت مسیح موعود کا تھا۔"

میں نے انوار خلافت کا مکمل حوالہ اوپر درج کر دیا ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس کے پہلے حصہ میں آپ نے آنحضرت صلعم کو اصل احمد قرار دیا ہے لیکن شیخ صاحب موصوف نے ایک تو حوالہ دیتے وقت اسے ترک کر دیا ہے دوسرے ایک غلط بات آپ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ یہ ہے ستم ظریفی کی انتہا۔!

شیخ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالےٰ کی قدرت ملاحظہ ہو کہ جو شخص ۱۹۱۵ء میں یہ اعلان کرتا ہے کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو محض ضمنی طور پر ہے اور اس پیشگوئی کا اصل مصداق غلام احمد (علیہ السلام) ہے وہی شخص ۱۹۵۲ء میں تحقیقاتی عدالت میں کھڑے ہو کر حلفیہ یہ بیان دیتا ہے کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد کے اصل مصداق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مرزا غلام احمد پر اس کا اطلاق محض ظلی طور پر ہوتا ہے"

(پیغام صلح ۳ دسمبر ۱۹۵۸ء)

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ شیخ صاحب موصوف کی بھول ہے۔ جس چیز کو انہوں نے تحقیقاتی عدالت والے بیان کے حوالہ سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے وہ انوار خلافت صفحہ ۳۶ میں ۱۹۱۶ء سے موجود ہے۔ وہ آپ نے اس میں آ کر درج نہیں کیا۔ شیخ صاحب موصوف نے اسے چھوڑ کر اس کا اگلا حصہ لے لیا ہے اور اس طرح آپ کے خلاف الزام تراشی کیا ہے۔ میں شیخ صاحب موصوف سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس حوالہ میں آنحضرت صلعم کے لئے "اصل" کا لفظ موجود نہیں۔؟ اگر موجود ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس بات کے کیا معنی کہ عدالتی خوف و ہراس اور ہیبت نے آپ کو حق بات کہنے پر مجبور کر دیا۔ حالانکہ عدالت میں آپ نے وہی بات دوہرائی ہے جو انوار خلافت میں پہلے سے موجود ہے۔ مگر ہمارے پاس اس امر کا کیا علاج ہے کہ ان کی متعصب آنکھ اسے دیکھ نہیں سکی۔ آخر شیخ صاحب موصوف خود ہی بتائیں کہ انہوں نے جو حوالہ انوار خلافت سے درج کیا ہے اس کا نصفِ اوّل جس میں آنحضرت صلعم کے لئے اصل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ظل و عکس کے الفاظ موجود ہیں کیوں ترک کر دیا ہے۔ کیا یہی ایمانداری ہے جس کا ڈھنڈورا وہ پیٹ رہے ہیں۔؟!

افسوس پر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ازالہ اوہام کا وہ حوالہ بھی جو اس بارے میں پہلے درج کر چکا ہوں پشاوری صاحب کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ اور اس کی طرف ذرا التفات نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لینے ہی [illegible] سمجھا ہے۔ حالانکہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ازالہ اوہام کا وہ حوالہ بجنسہٖ نقل بھی کر دیا تھا اور اسے نقل کر دینے کے بعد اس کی مذکورہ بالا تشریح بیان فرمائی ہے۔ [illegible]

شیخ صاحب موصوف نے اس تشریح کے ایک ضروری حصہ کو جو اصل حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے نہیں لیا اور اس طرح وہ عمداً حق پوشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ازالہ اوہام کا اصل حوالہ بھی نقل نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس میں بھی وہی بات بیان کی گئی ہے جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی تشریح میں بیان فرمائی ہے۔ بھلا جبکہ شیخ صاحب موصوف اسے پڑھ چکے تھے اور ان کے پاس اس کا کوئی جواب موجود نہ تھا تو انہوں نے اسے کیوں پیش نہ کیا۔ اور اگر وہ اس وقت ایسا کرنے سے قاصر رہے ہیں تو وہ اب پیش کر سکتے ہیں حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں اس پیشگوئی والی آیت کو نقل کر کے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔"

(ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۶۷۳)

کیا شیخ صاحب موصوف یا ان کے ہمنواؤں میں سے کوئی ہمیں اس کا مطلب سمجھا سکتا ہے۔؟ اس میں تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اس مدعا کو دلیل سے ثابت کیا ہے کہ اگر آیت میں حضرت مسیح موعود مراد نہ ہوتے بلکہ صرف آنحضرت صلعم ہی مراد ہوتے تو محمد و احمد کی پیشگوئی ہوتی۔ لیکن یہاں تو صرف احمد کی پیشگوئی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ نسبتی امر ہے جسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ نہ باپ بیٹے کے بغیر باپ ہے اور نہ بیٹا باپ کے بغیر بیٹا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ آنحضرت صلعم جو کہ محمد و احمد ہیں، اصل احمد ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود طفیلی احمد ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا ہے اس لئے اس ظہور کے لحاظ سے احمد مسیح موعود ہیں۔ اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ ہاں حرج اس سے لازم آتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کا مصداق صرف آنحضرت صلعم ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود اس کے مصداق نہیں۔ حضرت مسیح موعود کو اس کا مصداق قرار نہ دینے سے حضرت [illegible] کے اس [illegible] سے [illegible] آتا ہے۔

دوسرے [illegible] اس سے لازم آتی ہے جس کا جواب ہمارے [illegible] بھی بن نہیں پڑا۔ [illegible] مولوی [illegible] نے اپنے رسالہ میں پورا زور اس [illegible] دیا ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ اس پیشگوئی [illegible] مصداق صرف آنحضرت [illegible]

شذرات

روس میں مذہب دشمنی

یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ روس میں رات دن مذہب دشمن پراپیگنڈا ہوتا ہے اور عوام کو علانیہ مذہب اور روحانی قدروں سے برگشتہ کیا جاتا ہے۔ لیکن جو ممالک مذہب اور روحانیت کے قائل ہیں وہ نہ تو روس کے پروپیگنڈا کا جواب دیتے ہیں اور نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج ہی کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کے چارٹر میں عوام کے لئے مذہبی آزادی کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی قوم کے مذہب اور رسم و رواج میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے اور انہیں ضمیر کے مطابق مذہبی عقائد و اعمال کی آزادی حاصل رہے۔ لیکن روس اس چارٹر کو مانتا ہوا بھی کھلم کھلا عوام کو مذہب سے برگشتہ کرنے، مذہب کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے اور مذہب کو الزام دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لطف یہ ہے کہ وہ مذہب کے خلاف کوئی خفیہ مہم نہیں چلاتا۔ بلکہ ریڈیو کے ذریعے پوری دیدہ دلیری کے ساتھ مذہب پر بھرپور وار کرتا ہے۔ جو ادارے مذہب دشمن تحریکات کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کی کارروائیاں بھی ریڈیو پر نشر کی جاتی ہیں۔ ویسے دنیا بھر کے اخبارات روس کی مذہب دشمنی کا نوٹس لیتے ہیں لیکن کوئی حکومت ایسی نہیں جس نے سرکاری طور پر اس کے خلاف روس سے احتجاج کیا ہو۔ اگر سرکاری سطح پر مذہب کی مخالفت روس کا گھریلو معاملہ ہے تو حقوق انسانی کا چارٹر کس مقصد کے لئے منظور کیا گیا ہے؟ اور اس کا مصرف کیا ہے؟

حال ہی میں الماعطا ریڈیو سے اس سمینار کا حال نشر ہوا ہے جس میں پانچ دن تک مذہب کے خلاف لیکچروں کا سلسلہ جاری رہا۔ ان لیکچروں کے ذریعہ قزاقستان میں دہریت کا پروپیگنڈا کرنے والوں کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ پہلے اپنے والدین کے مذہبی خیالات کا کوئی "۔۔۔ علاج ۔۔۔" کریں اور انہیں اس مرض سے نجات دلائیں۔ اس سمینار میں تقریریں کرنے والوں کے ۔۔۔ رے میں کہا گیا کہ ان میں سے بعض کے والدین بہت ہی مذہب پرست واقع ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے والدین کو مذہب دشمنی کا نشانہ نہیں بنایا ہے۔ ایک مقرر پر جب یہ الزام لگایا گیا تو اس نے وعدہ کیا کہ اب ۔۔۔ وہ اپنے والدین کو مذہب پرستی کی راہ سے موڑنے کے لئے پوری کوشش کر کے دکھائے گا۔ بعض مقرروں نے شکایت کی کہ قازک زبان میں مذہب کے خلاف بہت کم لٹریچر چھپا ہے۔ ایک ٹیچر نے بتایا کہ نصابی کتب میں بھی مذہب کے خلاف اور دہریت کے حق میں مضامین ہونے چاہئیں اور ——— "ہر معلم کو معلوم ہونا چاہیئے" ——— کہ اس کے طلباء کے گھر کا ماحول کیسا ہے۔ اور اس میں مذہب دشمن پروپیگنڈا کن طریقوں سے انجام دیا جاتا ہے ۔۔۔"

یہ گویا صرف ایک سمینار کی کارروائی ہے جو الماعطا ریڈیو سے نشر کی گئی ہے ورنہ کیو۔ عشق آباد۔ ماسکو اور دوسرے ریڈیو اسٹیشنوں سے برابر مذہب کے خلاف مسلسل اور منظم پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ گویا روس یہ بتانا چاہتا ہے کہ اگر کوئی مذہب زور رکھتا ہے تو وہ مقابلہ پر آئے اور ہم سے باز پرس کر کے دیکھے۔ اگر صورت حال یہ ہوتی کہ روس میں مذہب دشمنوں اور مذہب کے حامیوں کو یکساں اجازت ہوتی کہ وہ اپنے اپنے طور پر پروپیگنڈا کر سکتے ہیں تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر وہاں خود حکومت مذہب کی مخالفت کرتی ہے اور مذہب کے حامیوں کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ روسی پروپیگنڈا کا جواب ہی دے سکیں! کیا حال ہوگا ان طلباء کا جن پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کو دہریت کی طرف مائل کریں اور اپنے استادوں کو بتائیں کہ ان کے گھر کا ماحول مذہبی ہے یا غیر مذہبی؟ یعنی طلباء اپنے والدین کی جاسوسی کرنے پر مامور کئے جا رہے ہیں تاکہ گھروں میں بھی مذہبی ماحول پیدا نہ ہونے پائے۔ اور غریب والدین کو اپنے گھروں میں بھی پناہ نہ مل سکے۔!

ہم روسی سفارت خانہ دہلی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ

(۱) کیا واقعی روس میں مذہب دشمن پروپیگنڈا کی یہی نوعیت ہے جو اوپر مذکور ہوئی؟ کیا وہاں سمیناروں۔ کتابوں لیکچروں استادوں اور ریڈیو کے ذریعہ مذہب کے خلاف اور دہریت کے حق میں منظم پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔؟ اگر نہیں تو اب تک اس سے انکار کیوں نہیں کیا گیا؟

(۲) کیا روس میں مذہب کے حامیوں کو بھی دہریت کے خلاف پروپیگنڈا کا حق حاصل ہے؟ کیا وہ بھی مذہب کے لئے ریڈیو کے ذریعہ تقریریں کر سکتے ہیں۔؟ ریڈیو کو چھوڑیئے کیا یہ لوگ سمیناروں۔ جلسوں اور تقریروں میں سرکاری پروپیگنڈا کا جواب بھی دے سکتے ہیں۔؟ کوئی کتاب شائع کر سکتے اور مضامین لکھ سکتے ہیں؟

(۳) روس میں مذہب کے خلاف اور دہریت کی حمایت میں ۔۔۔ کا ۔۔۔ خود ۔۔۔ جو لٹریچر ۔۔۔ شائع ہوتا ہے کیا ۔۔۔ ہندوستانی اخبارات اور لیڈروں کو بھی مہیا کیا جا ۔۔۔ ہے؟

(۴) کیا دوسرے ممالک اس لٹریچر کو جو مذہب کی حمایت اور دہریت کی مخالفت میں ہے۔ روس کو بھی درآمد کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ہمیں امید ہے کہ روسی سفارت خانہ ہمارے ان سوالات کا جواب دے کر ممنون فرمائے گا اور یہ بھی بتائے گا کہ اس وقت روس کے خلاف مذہب دشمنی کا جو الزام لگ رہا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور روس کی جانب سے اب تک ان الزامات کی تردید کیوں نہیں کی گئی؟

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۲ ستمبر ۱۹۵۶ء)

پیشگوئی اِسمہٗ احمد

(بقیہ از صفحہ ۹)

اپنے بڑے رسالہ میں ایک نہایت ہی اہم اور مزوری امر کو چھوڑ گئے ہیں۔ اور اس کے ۔۔۔ کے استدلال کا جواب دینا تو درکنار انہوں نے اسے چھوا تک نہیں اور وہ قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس کا تعلق اس پیشگوئی کے ساتھ نہایت گہرا ہے۔ اور جو اس پیشگوئی کی حقیقت سے پردہ اٹھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد والی آیت میں فرماتا ہے:-

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی
عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ
وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ
(سورۃ صف)

کہ مفتری علی اللہ سب سے زیادہ ظالم ہوتا ہے مگر وہ مفتری علی اللہ تو اس سے بھی بڑھ کر ظالم ہے جسے اس سے باز رکھنے کے لئے اسلام کی دعوت بھی دی جائے گویا اس میں مخالفین کو بتایا گیا ہے کہ اگر اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کا مصداق بننے والا شخص تمہارے خیال میں مفتری علی اللہ ہے تو وہ بڑا ظالم ہے۔ اور پھر اگر اسے تمہاری طرف سے یہ دعوت بھی دی جائے کہ وہ اپنے افتراء سے باز آ جائے اور اسلام کو قبول کرے لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کرے تو وہ نرے مفتری علی اللہ سے کہیں بڑھ کر ظالم ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ مفتری علی اللہ کی کیا سزا ہے۔ وہ یقیناً جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا پھر خدا تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر ظالم بننے والے کو کیونکر سزا سے چھوڑ سکتا ہے۔ مگر اس کی کامیابی بتاتی ہے کہ وہ نبوت کے دعویٰ و احمد کہلانے میں حق پر ہے۔ اس لئے تم اس کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی الاسلام تھے وہ دوسروں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے وہ مدعو الی الاسلام نہ تھے یعنی یہ بات نہ تھی کہ کفار انہیں مفتری علی اللہ قرار دینے کے ساتھ اسلام کی دعوت دے کر اپنے مزعومہ افتراء علی اللہ سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہوں۔ کہ ان کو یہ کہا جاتا کہ آپ اگر مفتری علی اللہ ہیں اور پھر ساتھ مدعو الی الاسلام بھی ہیں تو آپ سب سے بڑے ظالم ہونے کی وجہ سے جلد سزا پائیں گے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کو لوگوں نے جہاں جھٹلایا اور آپ کو مفتری علی اللہ قرار دیا ہے وہاں ۔۔۔ ۔۔۔ اسلام میں

آپ کو یہ بھی کہا ہے کہ آپ تو دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آپ سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اس افترا علی اللہ کو ترک کر کے اسلام کو قبول کریں۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ نے آپ کے مکذبین کو یہ دیا ہے کہ اگر یہ شخص مفتری علی اللہ ہے اور تمہاری دعوت الی الاسلام کے باوجود بھی اس افتراء سے باز نہیں آتا۔ تو یہ بہت بڑا مجرم ہے یہ ضرور اس کی سزا پائیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی ہے جو کہ آنحضرت صلعم ہی کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہیں۔ اس قدر واضح بات کی موجودگی میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اتنا بڑا رسالہ تو لکھ مارا مگر اس بیّن قرآنی دلیل کے خلاف ان کے قلم سے ایک حرف بھی نہ نکل سکا۔ اور اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ اگر وہ اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے تو ان کے جواب کی کمزوری سامنے آ جائے گی۔ اس لئے انہوں نے اس کی طرف سے بچ نکلنا ہی ضروری خیال کیا۔

ہاں اگر شیخ صاحب موصوف کے پاس یا کسی اور کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو وہ اپنے امیر صاحب کے سر سے اس بوجھ کو اتار دکھائیں۔ کیا ہم ان سے اس امر کی توقع رکھ سکتے ہیں؟

بالآخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی کی حق پوشی سے حق چھپ نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:-

"بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دیں۔ مگر ایسا نہیں ہوگا"
(تذکرہ صفحہ ۴۶۴)

فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَارِ

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم سید وزارت حسین صاحب آف اورین بہار نے مظفرپور میں فتق کا اپریشن کروایا ہے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۔ مکرم سید احمد حسین سیدی وکیل شورا پور دکن کی دو لڑکیاں شدید بیمار ہیں نیز وکیل صاحب موصوف کو بعض پریشانیاں اور مشکلات درپیش ہیں انکی بچیوں کی شفایابی اور ازالہ مشکلات کیلئے ۔۔۔ دعا ۔۔۔

شاہ یوگنڈا کے بھائی کو تبلیغ حق

پچھلے دنوں مارلیشس کے احمدی دوست مکرم ہاشم خاں صاحب مخدوم ربوہ جاتے ہوئے قادیان کی زیارت کے لئے بھی تشریف لائے تھے۔ اور مورخہ $\frac{۹}{۵۸}$ ۱۲ کو انہوں نے اپنے تازہ سفر کے حالات سنائے تھے۔ جس میں یوگنڈا کے بادشاہ کے بھائی کو تبلیغ حق کا بھی ذکر کیا۔ مگر افسوس کہ رپورٹ مطبوعہ بدر $\frac{۹}{۵۸}$ ۲۰ میں یہ حصہ نہ آسکا۔ احباب کی دلچسپی کے لئے یہ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

کرمی مخدوم صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

"یوگنڈے کے بادشاہ کے بھائی Prince Mwanda سے مجھے ملاقات کا موقعہ ملا تو (پرنس مواندا) ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت خاکسار نے پہنچائی۔ اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالٰے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے ستر سال قبل جبکہ آپ تنہائی کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ اور کوئی جماعت آپ کے ساتھ نہ تھی۔ اور آپ کو کوئی شہرت حاصل نہ تھی۔ اللہ تعالٰے نے آپ کو بشارت دی کہ اللہ تعالٰی آپ کے کام سے خوش ہوا۔ آپ کو ایسی برکت دے گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" اب خدا کے فضل سے یہ پیغام پُر برکات بادشاہوں تک پہونچ رہا ہے۔ اللہ تعالٰی انہیں بھی قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔" آمین۔

ضمیمہ وصیت نمبر ۱۸۱۷

مَیں نے ۷ رجولائی ۱۹۲۰ء کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی ہوئی ہے۔ جس کا نمبر ۱۸۱۷ ہے۔ اور جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک مکان محلہ دارالفضل قادیان میں تعمیر کیا۔ جو محکمہ کسٹوڈین نے قریب میں واگزار کر کے میرے قبضہ میں دیا ہے۔ میں اس وقت قادیان میں بطور درویش مقیم ہوں۔ اور میرا کوئی وارث ہندوستان میں نہیں ہے۔ میں اپنی اس وصیت میں ترمیم کر کے اس سارے مذکورہ ملکیتی مکان کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کرتا ہوں۔ نیز وصیت کرتا ہوں کہ آج سے میرے اس سارے مکان کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میری وفات کے بعد میری دیگر تمام منقولہ جائیداد کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں یہ چند حروف لکھ دیتا ہوں تاکہ سند رہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

کاتب الحروف:۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان $\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

گواہ شد
عبد الحق ولد چوہدری اللہ دتہ صاحب
سکنہ قادیان قوم ارائیں
$\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

العبد
عطردین عفی اللہ وایڈ
مورخہ ۲۴ ر ماہ دسمبر ۱۹۵۶ء

گواہ شد
محمود احمد عارف ولد شیر محمد صاحب مرحوم سکنہ قادیان
$\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

نوٹ:۔ مکان کا ۱۹۴۷ء میں میونسپل ریکارڈ میں نمبر ۱۰ (وارڈ نمبر ۱) تھا۔ کہ واگذاری کے وقت کسٹوڈین کا نمبر B-I-151 تھا۔ جس میں شری متی کرتار کور اہلیہ سوہن سنگھ قوم جھیرہ بطور کرایہ دار مقیم ہے۔ راقم الحروف ملک صلاح الدین بقلم خود $\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

گواہ شد
عبد الحق ولد چوہدری اللہ دتہ
$\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

العبد
عطردین عفی عنہ
$\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

گواہ شد
محمود احمد عارف
$\frac{۱۲}{۵۸}$ ۲۴

کرسمس کا تحفہ (انگریزی)

حضرت مسیح علیہ السلام دسمبر میں پیدا نہیں ہوئے۔

مصنف جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس۔

مندرجہ بالا عنوان سے جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے کرسمس کے موقعہ پر ایک چار ورقہ پمفلٹ انگریزی میں شائع کیا ہے۔ جس میں خود عیسائی مصنفین اور یورپین علماء کے حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ۲۵ ر دسمبر حضرت مسیح علیہ السلام کا یوم پیدائش نہیں

یہ دلچسپ اور پُر معلومات ٹریکٹ قابل مطالعہ ہے اور عیسائیوں میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کرنا مفید ہے۔ اس ٹریکٹ کی طباعت اور اشاعت کے اخراجات جناب نوجوان صاحب کے دوست جناب محمد نور اللہ صاحب پروپرائیٹر سپیڈ کلو ور بیٹری نے ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ جو دوست یہ ٹریکٹ منگوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں:۔

Islamic Centre
31, Lloyds Road, MADRAS -14-

بقایا چندہ جلسہ سالانہ

احباب جماعت و عہدیداران کی خاص توجہ کے لئے

قبل ازیں متعدد بار بذریعہ اعلان اخبار بدر و مکرر احباب جماعت اور عہدیداران مال کو توجہ دلائی جا چکی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندوں میں سے ہے۔ اور اس کی سو فیصدی ادائیگی اصولاً جلسہ سالانہ سے قبل کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن ابھی کئی جماعتوں کے ذمہ چندہ جلسہ سالانہ کا کافی بقایا ہے۔ اخراجات کا بار چندہ جلسہ سالانہ سو فیصدی وصول نہ ہونے کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ پر ہے۔ اور یہ بار تب ہی اتر سکتا ہے جب کہ جماعت کا ہر فرد اپنے اس بقایا کی سو فیصدی ادائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دے۔

اس لئے احباب جماعت اور عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ اپنے بجٹ کا جائزہ لیں۔ اور جن احباب کے ذمہ چندہ جلسہ سالانہ تا حال واجب الادا ہو ان سے جلد تر وصول فرما کر مرکز میں بھجوائیں۔ اور کوشش کی جائے کہ اس ماہ کے آخر تک کوئی جماعت اور فرد ایسا باقی نہ رہے۔ جس نے چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کر دی ہو۔

امید ہے احباب اور عہدیداران جلد از جلد چندہ جلسہ سالانہ سو فیصدی ادا کر کے اللہ تعالٰے کی رضا حاصل فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

بقایادار احباب توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو۔ ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔

ظاہری طور پر اگر کوئی جماعت سے خارج نہ بھی ہو۔ لیکن خدا تعالٰے کے حضور اس کوتاہی کی پاداش میں اگر کسی کا نام سلسلہ بیعت سے کٹ جائے تو یہ امر اس کے لئے ارشاد خداوندی "خسر الدنیا والاخرۃ" کے مطابق سخت نقصان اور خسران کا موجب ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بچہ کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالٰے کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالٰے کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

ضرورت رشتہ

میرا لڑکا عزیز مبشر احمد جس کی عمر ۲۰ سال ہے۔ رنگ سانولہ۔ پیشہ پینٹری پیدائشی احمدی۔ صحت اچھی۔ قوم شیخ۔ آمد اندازاً ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار۔ مخلص احمدی اور دینی تعلیم سے فیضیاب ہے۔ کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی نیک خوبصورت اور امور خانہ داری سے واقف ہو۔ مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ علاقہ یو۔پی اور بہار۔ کے رشتہ کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند احباب پتہ ذیل پر خط وکتابت فرمائیں:۔

ارشاد احمد منیر احمدی
محلہ:۔ بساون گنج۔ موضع امروہہ
ضلع مراد آباد

(ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بقیہ صفحہ ۱)

سے بھی زیادہ تھی۔ آج حاضرین کی تعداد بڑھنے کا امکان ہے۔"

ربوہ ۲۸ دسمبر۔ دوسرے روز کا جلسہ خیریت سے گزرا۔ حضرت اقدس نے ایک گھنٹہ سے زائد تقریر فرمائی جو مختلف امور پر مشتمل تھی۔ جلسہ کی حاضری قریباً ۷۵ ہزار تھی۔ (اسی تار میں بعض نکاحوں کے اعلان کا بھی ذکر ہے۔)

ربوہ ۳۰ دسمبر۔ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہو گیا۔ اکثر مہمان چلے گئے ہیں۔ تاہم ابھی کافی ربوہ میں ہیں۔"

جلسہ کے موقعہ پر جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد عرض کرتے ہوئے درویشان قادیان اور جملہ ہندوستانی احمدی احباب (جو مجبوری حالات کے باعث اپنے محبوب امام کے ساتھ جلسہ میں شمولیت سے قاصر رہے) کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور دعا کی درخواست پر مشتمل تار روانہ کئے تھے۔

جلسہ کے تفصیلی کوائف موصول ہونے پر آئندہ اشاعت میں دئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

مختصر خبریں

بمبئی ۲۰ دسمبر۔ آج یہاں بمبئی صوبہ کے بیوپاریوں کا اجتماع شروع ہوا۔ وزیر اعظم نہرو نے اجتماع کے نام ایک پیغام میں بیوپاریوں سے کہا ہے کہ وہ پانچ باتوں کا خیال رکھیں۔ ایک تو وہ ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹائیں اور تیسرے پلان کو کامیاب بنانے میں مدد دیں۔ دوسرے۔ بیوپار اور لین دین میں بے ایمانی نہ کریں اور اپنے سامنے اعلیٰ نمونہ رکھیں۔ تیسرے۔ کام کی صلاحیت بڑھائیں۔ چوتھے۔ سوشلسٹ طرز کے نظام کے قیام میں مدد دیں۔ اور پانچویں سادہ زندگی بسر کی جائے۔ اور ترک بھڑک سے دور رہنا چاہئیے۔ اجتماع کا افتتاح بمبئی کے وزیر اعلیٰ شری چوہان نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ بیوپاری اور کارخانہ دار اس بات پر متفق ہیں کہ ملک میں سوشلسٹ طرز کا نظام قائم ہونا چاہئیے۔

چندی گڑھ ۲۹ دسمبر۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شری کیروں نے سرکاری ملازمین پر زور دیا کہ وہ اپنے کام کی کوالٹی کو بہتر بنائیں۔ آپ سکرٹریٹ کے سٹینو گرافروں سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ انہوں نے تنخواہ میں اضافہ اور دیگر گریڈ دئے جانے کی جو مانگ کی ہے اس پر غور کیا جائیگا۔ آپ نے کہا ہر طبقہ سے تنخواہ میں اضافہ کی مانگ ہو رہی ہے۔ مگر اس قسم کے مطالبات پیش کرتے وقت حکومت کے مالی ذرائع کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔

لکھنؤ ۲۹ دسمبر۔ وزیر آبپاشی و بجلی ہند سرکار حافظ محمد ابراہیم نے یہاں صدر پاکستان جنرل ایوب خان کے نہری پانی کے تنازعہ کے متعلق ایک بیان پر رائے زنی کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۶۲ء کے وسط سے پاکستان کو نہری پانی کی سپلائی بند کر دی جائے گی۔

چندی گڑھ ۲۹ دسمبر۔ سرکاری ذرائع نے بتایا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۵۹ء سے پنجاب میں افیون کی فروخت اور کھپت ممنوع قرار دیدی جائے گی۔ یہ فیصلہ افیون کی کھپت کو بتدریج کم کرنے کے مقصد سے ۱۹۴۹-۵۰ء میں نافذ کردہ سکیم کے تحت کیا گیا ہے۔ اس سے پنجاب سرکار کی ایکسائز کی آمدنی میں ۹۴ لاکھ روپے کا خسارہ ہو گا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۵۷-۵۸ء کے آغاز میں صوبہ میں ۴۹ ہزار رجسٹرڈ افیونی تھے۔ اور جب اس کی فروخت مکمل طور پر بند کر دی جائے گی تو افیونیوں کی تعداد ۵۰ فیصدی کم ہو چکی ہوگی۔ اب تجویز یہ ہے کہ رجسٹرڈ افیونیوں کو میڈیکل بورڈ کی سفارش پر سول سرجن کی وساطت سے افیون سپلائی ہوا کرے گی۔ بھنگ کی کھپت کی ممانعت کرنے کی تجویز بھی پنجاب سرکار کے زیر غور ہے۔ پنجاب میں گانجا کی درآمد۔ برآمد۔ اسے قبضہ میں رکھنا پہلے ہی ممنوع قرار دیا جا چکا ہے۔

طہران ۲۹ دسمبر۔ آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ایران کی سرحدوں کے قریب واقع عراق کے علاقہ میں کرد قبائل نے بریگیڈیر عبد الکریم قاسم کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ اور عراقی فوج اس وقت بغاوت کچلنے میں مصروف ہے۔

بمبئی ۲۹ دسمبر۔ مرکزی ہوم منسٹر پنڈت پنت نے یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر بھارت اپنا پہلا بلند مقام پھر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لوگوں کو اختلافات ختم کر دینے چاہئیں۔ اور اپنے فرائض کو بھارتیوں کی حیثیت میں محسوس کرنا چاہئیے۔ ہمارے سیاسی مذہبی یا نظریاتی اختلافات کچھ بھی ہوں ہم سب کو بھارت کی خوشحالی اور مضبوطی کے لئے کام کرنا ہے۔ بمبئی کا دو بھاشی صوبہ پارلیمنٹ میں عوام کے منتخب نمائندوں کی حمایت سے قائم ہوا تھا۔ اسلئے اس کی کامیابی کیلئے ہر کوشش ہونی چاہئیے۔ صوبہ کا رقبہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اس کے سامنے سب سے اہم بات یہ ہوگی کہ غریبی کو ختم کرنے اور اسے ترقی دینے کیلئے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ یہ وقت جھگڑوں اور معمولی باتوں پر ایجی ٹیشن شروع کرنے کا نہیں ہے۔ ہمارے سامنے غریبی اور ناخواندگی ختم کرنے کا جو بڑا کام موجود ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے محدود وفاداریوں کو ختم کر دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں قوم کی خدمت کیلئے ایک نئے جذبہ کی ضرورت ہے۔ ملک کی دولت بڑھانے کیلئے ہر طبقہ کے افراد کو سخت محنت کرنی چاہئیے۔ ہم نے سماج وادی نظام قائم کرنے کا نصب العین مقرر کر رکھا ہے۔ یہ نشانہ جمہوری طریقوں سے حاصل کیا جائیگا۔ جب پنڈت پنت تقریر کر رہے تھے تو کئی آدمیوں نے سنیکت مہاراشٹر اور گجرات کے حق میں نعرے بلند کئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے طاقت استعمال کی اس سے پہلے سکرٹریٹ کے سامنے بھی مظاہرہ ہوا جبکہ پنڈت پنت کی صدارت میں زونل کونسل کی میٹنگ منعقد ہو رہی تھی۔ سنیکت مہاراشٹر کے حق میں نعرے بلند کرنے کیلئے ۵۰۰ کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ ان میں سے ۶۲ سوشلسٹ ورکر گرفتار کر لئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ سوشلسٹوں نے پولیس کا گھیرا توڑنے کی کوشش کی۔ لیکن انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ پنڈت پنت نے کہا کہ دو بھاشی صوبہ جمہوری طریقہ سے قائم کیا گیا تھا۔ اور اب اس فیصلہ کو مظاہروں سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے تو صرف جمہوری طریقہ سے۔

ضروری اعلان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ قادیان منی آرڈرز۔ بیمہ جات۔ یا بینک ڈرافٹس بھجواتے وقت پتہ میں صدر انجمن احمدیہ یا جماعت احمدیہ کے الفاظ ضرور لکھا کریں۔ پتہ میں جماعت احمدیہ یا انجمن احمدیہ کے الفاظ درج نہ ہونے کی صورت میں ایسے منی آرڈرز۔ بیمہ جات یا ڈرافٹس غلط طور پر کسی دوسرے کو ادا ہونے کا امکان ہے۔ امید ہے احباب اس معمولی سی احتیاط سے اپنی رقوم ضائع ہونے سے بچائیں گے۔

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

سنت ہرنام سنگھ گرنتھی گوردوارہ گوبند گڑھ کی اچانک وفات

قادیان ۲۷ دسمبر۔ کل رات سنت ہرنام سنگھ صاحب گرنتھی گوردوارہ گوبند گڑھ قادیان وفات پا گئے۔ ان کے حسن سلوک روادارانہ طریق اور خلوص و محبت کی وجہ سے تمام شہر میں اظہار افسوس کے لئے کاروبار بند کیا گیا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اہلیان شہر اور مضافات سے لوگ ان کے سنسکار کی رسم کے موقع پر حاضر ہوئے۔

احمدیہ جماعت کے ساتھ جناب سنت صاحب کا پرانا اور پر محبت سلوک تھا۔ وہ عام طور پر اپنے ملنے والوں کے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی رواداری اور حسن سلوک کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ وہ قادیان کے پرانے باشندہ تھے۔ اور زمانہ طالب علمی سے مقدس خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مراسم اور تعلقات رکھتے تھے۔